تلامیذ ابی حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۳۴۷ھ

تالیفِ لطیف

سیف من سیوف اللہ اسد السنۃ ضیغم لملۃ وفا الحبیب

حضرت مولینا مولوی حافظ قاری شاہ علامہ

ابو الظفر محب الرضا **محمد محبوب علیخاں** صاحب سنی حنفی قادری

برکاتی رضوی مجددی لکھنوی قدس سرہ القوی مفتی شہر ریاست پٹیالہ

تحریک و ترغیب

یادگار خلف، عمدۃ السلف، پیشوائے اہلسنت، شہزادۂ مظہر اعلیحضرت، مظہر مشاہد ملت، زیب و زینت آستانہ عالیہ حشمتیہ حضرت علامہ مولینا مفتی

الحاج الشاہ محمد معصوم الرضا خاں صاحب قبلہ حشمتی

دام ظلہم الاقدس مفتی اعظم شہر پیلی بھیت شریف

تقدیم و ترتیب

نبیرۂ حضور مظہر اعلیٰ حضرت علامہ مولینا مفتی الحاج الشاہ محمد فاران رضا خاں صاحب قبلہ حشمتی

آستانہ عالیہ حشمتیہ حشمت نگر پیلی بھیت شریف

ناشر

مکتبہ حشمتیہ الجامعۃ الحشمتیہ مشاہد نگر ماہم ضلع گونڈہ

۷۸۶/۹۲

بحمدہ تعالیٰ

یہ مختصر رسالہ ہدایت قبلہ نافع عجالہ محمدی فوج کا فتحمند رسالہ مسلمانان اہلسنت کے سامنے حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت و شان پیش کرنے والا، وہابیہ نجدیہ کی آنکھوں میں چکا چوند پیدا کرنے والا، بعض شاگردان حضرت سیدنا امام اعظم کے مختصر حالات بیان کرنے والا اور بخاری و مسلم وغیرہ کی وقعت ان نیازمندان امام اعظم کی بارگاہوں میں بتانے والا

مسمّٰی باسمِ تاریخی

تلامیذ ابی حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۳ — ھ — ۴۷

تالیفِ لطیف

سیف من سیوف اللہ اسد السنۃ ضیغم لملۃ وفا الحبیب

حضرت مولینا مولوی حافظ قاری شاہ علامہ

ابو الظفر محب الرضا **محمد محبوب علیخاں** صاحب سنی حنفی قادری

برکاتی رضوی مجددی لکھنوی قدس سرہ القوی مفتی شہر ریاست پٹیالہ

تحریک و ترغیب

یادگار خلف، عمدۃ السلف، پیشوائے اہلسنت، شہزادہ مظہر اعلیحضرت، مظہر مشاہد ملت، زیب و زینت آستانہ عالیہ حشمتیہ

حضرت علامہ مولینا مفتی

الحاج الشاہ **محمد معصوم الرضا خاں** صاحب قبلہ حشمتی

دام ظلہم الاقدس مفتی اعظم شہر پیلی بھیت شریف

ناشر

مکتبہ حشمتیہ الجامعۃ الحشمتیہ مشاہد نگر ماہم ضلع گونڈہ

نام کتاب ــــــ تلامیذ ابی حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

از قلم فیض رقم ــــــ اخ محترم حضور مظہر اعلیٰ حضرت شیر بیشۂ اہلسنت اسد السنۃ ضیغم الملۃ و صاف الحبیب حضرت مولینا مولوی حافظ قاری مفتی علامہ ابو الظفر محب الرضا محمد محبوب علیخاں صاحب قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی مفتی اعظم ریاست پٹیالہ علیہ الرحمۃ و الرضوان

تقدیم ــــــ نبیرہ حضور مظہر اعلیٰ حضرت علامہ مولینا مفتی الحاج الشاہ محمد فاران رضا خاں صاحب قبلہ حشمتی آستانہ عالیہ حشمتیہ حشمت نگر پیلی بھیت شریف

تحریک و ترغیب ، یادگار خلف عمدۃ السلف پیشوائے اہلسنت شہزادہ مظہر اعلیحضرت مظہر مشاہد ملت، زیب و زینت آستانہ عالیہ حشمتیہ حضرت علامہ مولینا مفتی الحاج الشاہ محمد معصوم الرضا خان صاحب قبلہ حشمتی دام ظلہم الاقدس مفتی اعظم شہر پیلی بھیت شریف

تصحیح و نظر ثانی نبیرہ مظہر اعلیحضرت شہزادہ حضور ناصر ملت حضرت مولینا محمد مشارب الحشمت خان صاحب قبلہ حشمتی

تزئین و کتابت محمد نجم الرضا حشمتی نجم گرافکس حشمت نگر پیلی بھیت شریف

اشاعت اول ــــــ ۱۳۴۷ھ مارہرہ مطہرہ

اشاعت ہذا ــــــ بموقع تاریخ وصال حضور مظہر اعلیٰ حضرت مورخہ ۸ محرم الحرام شریف ۱۴۴۳ھ مطابق اگست ۲۰۲۱ء

تعداد ــــــ گیارہ سو 1100

ناشر ــــــ مکتبہ حشمتیہ الجامعۃ الحشمتیہ مشاہد نگر ماہم ضلع گونڈہ

نوٹ

کتاب کی تصحیح میں حتی الوسع احتیاط سے کام لیا گیا ہے، پھر بھی اگر کوئی خامی رہ گئی ہو تو مصحح کی خامی سمجھی جائے، صاحب رسالہ کی ذات بابرکت اس سے بری ہے

برائے ایصال ثواب

الحاج مرحوم مختار احمد صاحب نوری

الحاج مرحوم حبیب اللہ صاحب حشمتی

حجن مرحومہ حبیب بانی صاحبہ حشمتیہ

منجانب

محب سنیت الحاج

محمد تجمل حسین خاں صاحب حشمتی

سارنگ چال، کرلا ممبئی

انتساب

ببارگاہ

نمونۂ شدّت حضرت
عُمر و اعلیحضرت خلیفۂ مُجدّدِ اعظم دین و ملّت
مُخاطب بہ ولد مُوافق از حضور اعلیحضرت نائب شیرِ خُدا
مُناظرِ اعظم علی الاطلاق ناصر الاسلام والمُسلمین غیظ المُنافقین والمُرتدّین
کنز الکرامت جبل الاستقامت

حضور مظہر اعلیٰ حضرت شیر بیشۂ اہلسنّت

حضرت علامہ مولینا
مُفتی الحاج الشاہ ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خان صاحب قبلہ قادری برکاتی رضوی
علیہ الرحمۃ والرضوان

تقدیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم

وعلیٰ اٰلہ الطیبین واصحابہ الطاہرین

وعلیٰ جمیع اہل سنتہ اجمعین

امابعد

برادر حضور شیر بیشۂ اہلسنت، غازی اہل سنت، مفتی بمبئی وصاف الحبیب حضرت محبوب ملت قدس سرہٗ کے دو عدد رسالے مسمّٰی بنام تاریخی ''تنویر الصحیفہ فی خصائص ابی حنیفہ'' (۱۳۷۰ھ) اور ''تلامیذ ابی حنیفہ'' (۱۳۴۷ھ) زیر طباعت تھے۔ سوچا کیوں نہ ممدوحین ومذکرین امام الائمہ کاشف الغمہ امامنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی فہرست میں انہیں کے کرم پر بھروسہ کر کے نام درج کرالیں۔ ورنہ جس بارگاہ عالی کے فضائل سے اجلۂ حضرات محدثین کرام وحضرات فقہائے کاملین، اکابر اولیاء وعلمائے ربانیین کی زبانیں تر ہوں، جن کے مناقب سے خیر القرون والوں کے دفاتر پُر ہوں وہاں مجھ جیسے ذرۂ بے قدر کی حیثیت ہی کیا ہے۔ یوں سمجھئے کہ سورج کو چراغ دکھانا ہے۔ نہیں نہیں! چراغ اپنی روشنی میں سورج کا محتاج نہیں اور یہاں اس سورج کے بغیر ان چراغوں میں ضیاء ہی نہیں۔ عارف باللہ امام شعرانی قدس سرّہٗ السامی ''میزان الشریعۃ الکبریٰ'' میں فرماتے ہیں:

''سمعت سیدی علیا الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ یقول مدارك الامام ابی حنیفۃ دقیقۃ لایکاد یطلع علیھا الا اھل الکشف من

اکابر الاولیاء"

یعنی میں نے سیدی علی خواص کو فرماتے سنا کہ امام ابوحنیفہ کے مدارک اتنے دقیق ہیں کہ اکابر اولیا میں سے اہل کشف کے سوا کسی کو ان کی اطلاع نہیں ہو پاتی۔

ہاں جناب! کیا یہ فرمان رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نہ سنا؟ کہ اگر علم ثریا کے پاس ہوگا تو یقیناً لے لیں گے اُس کو چند مرد ابنائے فارس کے یعنی امام اعظم اور تلامذہ اس مرد فارس کے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

قد اخرج الشیخان عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم قال لو کان العلم عندا لثریا لتناولہٗ رجال من ابناء فارس

حضرت علامہ ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری رسالہ "ردقفال" میں اسی حدیث پاک کے تحت لکھتے ہیں:

"ومن المعلوم عند العرب والعجم ان احدا من ھٰذہ الطائفۃ لم یصل الی مرتبۃ الاجتھاد حتی یکون امام الائمۃ الا اباحنیفۃ رضی اللہ عنہ ولھٰذا قال الحافظ السیوطی الشافعی ھٰذا الحدیث اصل صحیح یعتمد علیہ فی البشارۃ بابی حنیفۃ وفی الفضیلۃ التامۃ انتھی مع دخولہ رضی اللہ عنہ فی عموم قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہ وسلم خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم فانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ من بین الائمۃ المجتھدین مختص بکونہ من التابعین دون غیرہ باتفاق العلماء المعتبرین"

یعنی خوب ظاہر و باہر ہے۔ عرب وعجم میں سب پر روشن ہے کہ اس گروہ تابعین میں کوئی شخص اس شان سے مرتبہ اجتہاد پر فائز نہ ہوا کہ وہ امام الائمہ مانا جاتا مگر حضرت امام اعظم کو مرتبہ خدا تعالیٰ نے بخشا اور اسی لئے امام سیوطی شافعی نے فرمایا کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کی بشارت اور فضیلت عظیمہ کے بیان میں یہ حدیث اصل ہے اور صحیح ہے اور معتمد علیہ

ہے۔اور ساتھ ہی آپ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اس عموم ارشاد میں داخل ہیں کہ بہتر زمانوں میں میرا زمانہ ہے پھران کا زمانہ جوان کے بعد ہوں گے تو حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب اماموں میں اس فضیلت عظمیٰ تابعی ہونے میں خاص مختص ہیں اور آپ کے سوا ائمہ مجتہدین میں کوئی اور تابعی نہ ہوا۔اسی پر علمائے معتبرین کا اتفاق ہے۔

سر دست ایک اور حدیث پاک سنتے چلیں۔حضور اکرم عالم ماکان و ما یکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں:

"ترفع زینة الدنیا سنة خمسین ومائة" یعنی سن ایکسو پچاس (۱۵۰) میں دنیا کی زنیت اُٹھالی جائے گی۔

اور ایک سو پچاس (۱۵۰) ہجری میں ہی حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا ہے۔لہٰذا ارباب سیر و تواریخ نے اس بات پر اتفاق کیا کہ اس حدیث پاک سے مراد حضرت امام اعظم قدس سرہٗ الاکرم ہی کی ذات بابرکات ہے۔

دیکھیں "خیرات الحسان" میں ہے:

"ومما یصلح الاستدلال به علیٰ اعظم شان ابی حنیفة ماروی عنه صلی الله علیه وعلیٰ اٰله وسلم انه قال ترفع زینة الدنیا سنة خمسین ومائة ومن ثم قال شمس الائمة الکردری ان هٰذا الحدیث محمول علیٰ ابی حنیفة لانه مات تلك السنة"

یعنی ان دلائل میں سے جو حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کی عظمت وشان اور بزرگی وبلندی کو ظاہر کرتی ہیں۔یہ حدیث شریف ہے کہ حضور اکرم واعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا سن ڈیڑھ سو (۱۵۰) میں دنیا کی زینت اٹھالی جائے گی اور اسی وجہ حضرت شمس الائمہ کردری نے کہا یقینا یہ حدیث حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کی فضیلت پر محمول ہے کیونکہ سن ڈیڑھ سو ہجری میں ہی آپ کا وصال ہوا ہے۔

سبحان اللہ! کیا شان ہے۔کہ جس کی فضیلت اور رفعت علم کی گواہی حضور اکرم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے دی ہو، جس کی جائے پیدائش کی بشارت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے دی ہو، اور پھر جس کی دنیا سے رحلت کی سن بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے باور کرادی ہو، جس کا پایہ علم ثریا سے تجاوز کر گیا ہو اس کی عظمت کا علو ہم فرش والوں سے کیونکر بیان ہوسکتا ہے۔ امام اجل حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے امام سے فرماتے ہیں:

”انہ لیکشف لك من العلم عن شئ کلنا عنہ غافلون“

یعنی آپ پر تو وہ علم منکشف ہوتا ہے جس سے ہم سبھی غافل ہوتے ہیں۔ ”الخیرات الحسان“ میں ہے:

”وکان عند الاعمش فسئل عن مسائل فقال لابی حنیفة ماتقول فیھا؟ فاجابہ قال من این لك ھذا؟ قال من احادیثك التی رویتھا عنك وسرد لہ عدۃ احادیث بطرقھا فقال الاعمش حسبك ماحدثتك بہ فی مائة یوم تحدثنی بہ فی ساعة واحدۃ ماعلمت انك تعمل بھذہ الاحادیث یامعشر الفقھاء انتم الاطبا ونحن الصیادلة وانت ایھا الرجل اخذت بکلا الطرفین“

یعنی امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ استاد المحدثین شاگرد حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، واستاد امام اعظم حضرت امام اعمش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر تھے۔ حضرت اعمش سے کچھ مسائل دریافت کئے گئے انھوں نے امام ابوحنیفہ سے فرمایا تم ان مسائل میں کیا کہتے ہو؟ امام نے جواب دیا حضرت اعمش نے فرمایا یہ جواب کہاں سے اخذ کیا؟ عرض کیا آپ کی انہیں احادیث سے جو آپ سے میں نے روایت کیں اور متعدد حدیثیں مع سندوں کے پیش کردیں۔ اس پر حضرت اعمش نے فرمایا کافی ہے۔ میں نے سو دنوں میں تم سے جو حدیثیں بیان کیں وہ تم ایک ساعت میں مجھے سنائے دے رہے ہو۔ مجھے علم نہ تھا کہ ان احادیث پر تمہارا بھی عمل ہے۔ اے گروہ فقہا ر! تم طبیب ہو اور ہم عطار (دوا فروش) ہیں۔ اور اے مرد کامل تم نے تو دونوں کنارے حاصل کر لئے۔

اس روایت کو امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ القوی نے اپنے رسالۂ مبارکہ ”اجلی الاعلام ان الفتویٰ مطلقاً علیٰ قول الامام“ میں بھی بحوالہ ”الخیرات الحسان“ نقل فرمایا ہے۔ اور ”تبییض الصحیفہ“ میں ہے:

”حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا“ الناس عیال فی الفقه علیٰ ابی حنیفة“ یعنی فقہ میں سب لوگ امام اعظم ابوحنیفہ کی اولاد ہیں۔

اور ”الخیرات الحسان“ میں ہے:” وقال الشافعی رضی الله تعالیٰ عنهٗ ماقامت النساء عن رجلٍ اعقل من ابی حنیفة“

یعنی حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں امام ابوحنیفہ سے زیادہ صاحب عقل عورتوں کی گود میں نہ آیا۔ خیال رہے کہ حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی وہ شان ہے کہ آپ کی بشارت بھی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے دی ہے۔

”تبییض الصحیفہ“ میں ہے: ”ان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وعلیٰ اٰلهٖ وسلم بشر بالامام الشافعی فی الحدیث: ولاتسبوا قریشاً فان عا لمها یملأ الارض علماً“

یعنی بیشک حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے امام شافعی کی بشارت دی حدیث میں ہے قریش کو برا نہ کہو کہ بے شک ان کا عالم زمین کو علم سے بھر دے گا۔

سبحان اللہ! وہ جس کی بشارت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم عطا فرمائیں، وہ جس نے زمین کو علم سے بھر دیا وہی ذات ہمارے امام مرشد الانام منبع الفیوض والاکرام حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی بارگاہ عالی میں یوں مدح خواں ہے کہ فقہ میں سب لوگ امام اعظم کی اولاد ہیں۔

ہاں ہاں! وہی امام شافعی جنہوں نے زمین کو علم سے بھر دیا۔ امام الائمہ حضرت امام اعظم کی بابت علی الاعلان فرمائیں کہ ہمارے امام سے زیادہ صاحب عقل و فراست عورتوں کی گود میں نہ آیا۔

اور ”طبقات حنفیہ“ نیز ”تبییض الصحیفہ“ وغیرہا میں ہے کہ: ”قال الامام مالك

حین سئل عنه عن ابی حنیفة رأیتهٔ رجلا لو کلمك فی هٰذهٖ الساریة انها ذهب لقام بحجتهٖ"

یعنی جب حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے حضرت امام اعظم کی شان پوچھی گئی تو فرمایا وہ تو ایسے علم و فضل وکمال والے ہیں اگر تجھ سے گفتگو میں اس کھمبے کو فرمادیں کہ سونے کا ہے تو دلائل سے ثابت بھی فرمادیں گے۔ یہ وہی امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ہیں جن کی بشارت بھی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے عطا فرمائی۔ "تبییض الصحیفہ" میں ہے:

"ان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم بشر بالامام مالك فی حدیث: ویوشك عن ان یضرب الناس اکباد الابل یطلبون العلم فلا یجدون احداً اعلم من عالم المدینة"

یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایک حدیث میں حضرت امام مالک کی بشارت دی کہ عنقریب لوگ اونٹوں پر سفر کر کے علم طلب کریں گے تو عالم مدینۂ منورہ سے زیادہ علم والا کسی کو نہ پائیں گے۔ ہاں ہاں! وہ عالم مدینہ حضرت امام مالک جن کے علم کا دبدبہ چہار دانگ عالم میں رہا وہ ہمارے امام کے یوں مدح سرا ہوئے کہ میں نے ایسی علم و فضل وکمال والی شخصیت دیکھی کہ اگر تجھ سے فرمادیں کھمبے کو کہ سونے کا ہے تو دلائل و براہین سے ثابت بھی فرمادیں گے۔

"الخیرات الحسان" میں امام ابن حجر مکی شافعی لکھتے ہیں:

"قال له ابن شبرمة عجزت النساء ان یلدن مثلك ما علیك فی العلم کلفة وقال ابو سلیمان کان ابو حنیفة رضی الله تعالیٰ عنهٗ عجباً من العجب وانما یرغب عن کلام من لم یقو علیه"

یعنی ابن شبرمہ نے امام سے کہا عورتیں آپ کا مثل پیدا کرنے سے عاجز ہیں۔ آپ کو علم میں ذرا بھی تکلف نہیں۔ اور ابو سلیمان نے فرمایا ابو حنیفہ ایک حیرت انگیز شخصیت تھے۔ ان کے کلام سے وہی اعراض کرتا ہے جسے اس کی قدرت نہیں ہوتی۔

''تبییض الصحیفہ'' میں ہے امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت عبداللہ ابن مبارک فرماتے ہیں: ''لولاان اللہ عزوجل اعاننی بابی حنیفۃ وسفیان کنت کسائر الناس'' کہ اگر اللہ تعالیٰ حضرت ابوحنیفہ اور حضرت سفیان سے میری مدد نہ کرتا تو میں بھی عام لوگوں کی طرح ہوتا۔ اور اسی میں ہے کہ:

''قیل للقاسم بن معین بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود: ترضی ان تکون من غلمان ابی حنیفۃ قال لاجلس الناس الی احدٍ انفع من مجالسۃ ابی حنیفۃ''

یعنی قاسم بن معین بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے کہا گیا کہ تم ابوحنیفہ کے شاگرد اور خادم بننے پر راضی ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ لوگوں کو کسی ایسے آدمی کے پاس بیٹھنا نصیب نہ ہوا جس کی صحبت ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی صحبت سے زیادہ نفع پہنچانے والی ہو۔

نیز اسی میں ہے:

''عن محمد بن بشیر قال: قلت اختلف الی ابی حنیفۃ والی سفیان فاتی اباحنیفۃ فیقول: من این جئت؟ فاقول من عند سفیان فیقول: لقد جئت من عند رجل لو ان علقۃ الاسود حضرا لاحتاجا الی مثلہٖ فاتی سفیان فیقول: من این جئت؟ فاقول: من عند ابی حنیفۃ فیقول: لقد جئت من عند رجلٍ افقہ اھل الارض''

کہ محمد بن بشیر سے مروی ہے انہوں نے کہا میں امام اعظم ابوحنیفہ اور امام سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس آیا جایا کرتا تھا۔ تو میں حضرت ابوحنیفہ کے پاس حاضر ہوا آپ نے پوچھا کہاں سے آئے ہو؟ میں نے کہا حضرت سفیان کے پاس سے! آپ نے فرمایا تم ایسے کے پاس سے آئے ہو کہ اگر علقمہ واسود حاضر ہوں تو یقیناً سفیان جیسے کے محتاج ہوں، پھر میں حضرت سفیان کے پاس آیا۔ انہوں نے کہا کہاں سے آئے؟ میں نے کہا حضرت ابوحنیفہ کے پاس سے! تو کہنے لگے یقیناً تم ایسے شخص کے پاس سے آئے ہو جو

زمین والوں میں سب سے بڑا فقیہ ہے۔

امام اہلسنت اعلیحضرت قبلہ فاضل بریلوی قدس سرہٗ القوی ''الفضل الموہبی'' میں فرماتے ہیں:

'' خود اجلہ ائمہ مجتہدین فی المذہب قاضی الشرق والغرب سیدنا امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن کے مدارج رفیعہ حدیث کو موافقین ومخالفین مانے ہوئے ہیں۔ امام مزنی تلمیذ جلیل امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا: هو اتبع القوم للحديث ''(وہ سب قوم سے بڑھ کر حدیث کے پیروکار ہیں) امام احمد بن حنبل نے فرمایا منصف فی الحدیث (وہ حدیث میں منصف ہیں) امام یحییٰ بن معین نے باآں تشددِ شدید فرمایا: ''ليس في اصحاب الرأي اكثر حديثا ولا اثبت من ابي يوسف ''(اصحاب رائے میں امام ابو یوسف سے بڑھ کر کوئی محدث نہیں اور نہ ہی ان سے بڑھ کر کوئی مستحکم ہے)

نیز فرمایا: ''صاحب حديث و صاحب سنة ''(وہ صاحب حدیث اور صاحب سنت ہیں)۔ امام ابن عدی نے ''کامل'' میں کہا: ليس في اصحاب الرأي اكثر حديثاً منه (اصحاب رائے میں امام ابو یوسف سے زیادہ بڑا کوئی محدث نہیں)

امام عبداللہ ذہبی شافعی نے اس جناب کو حفاظ حدیث میں شمار اور کتاب ''تذکرۃ الحفاظ'' میں بعنوان ''الامام العلامة فقيه العراقين '' ذکر کیا۔ یہ امام ابو یوسف بایں جلالت شان حضور سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی نسبت فرماتے ہیں: ''ما خالفتهٗ في شئ قط فتدبرته الارأيت مذهبهٗ الذي ذهب اليه انجى في الآخرة وكنت ربما ملت الى الحديث فكان هو ابصر بالحديث الصحيح مني '' (کبھی ایسا نہ ہوا کہ میں نے کسی مسئلہ میں امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا خلاف کر کے غور کیا ہو۔ مگر یہ کہ انہیں کے مذہب کو آخرت میں زیادہ وجہ نجات پایا۔ اور بارہا ہوتا کہ میں حدیث کی طرف جھکتا پھر تحقیق کرتا تو امام مجھ سے زیادہ حدیث صحیح کی نگاہ رکھتے تھے)

نیز فرمایا: امام جب کسی قول پر جزم فرماتے میں کوفہ کے محدثین پر دورہ کرتا کہ

دیکھوں ان کی تقویت قول میں کوئی حدیث یا اثر پاتا ہوں۔ بارہا دو تین حدیثیں میں امام کے پاس لے کر حاضر ہوتا اُن میں سے کسی کو فرماتے صحیح نہیں، کسی کو فرماتے معروف نہیں۔ میں عرض کرتا حضور کو اس کی کیا خبر؟ حالانکہ یہ تو قول حضور کے موافق ہے؟ فرماتے: میں اہل کوفہ کا عالم ہوں۔ (الفضل الموهبی فی معنی اذا صح الحدیث فهو مذهبی)

یہ سب اقوال ان اجلۂ محدثین وفقہاء کے ہیں جن میں سے بجائے خود کوئی علم وفضل کا آفتاب ہوا، تو کوئی اُسی آفتاب سے ایسا منور ہوا کہ ماہتاب ہوا۔ پھر بھی ہر ایک ہمارے امام کا مداح ہے۔ تعریف بے جا کا یہاں کچھ دخل ہے اور نہ فرط محبت میں غلو کا گذر ہے۔ شہر بھی وہ علمی کہ جس کا نام کتابوں میں ضرب المثل ہوا۔ کہیں صرت من البصرۃ الی الکوفہ ملے گا، تو کہیں بصری ایسا کہتے ہیں اور کوفی ایسا قول کرتے ہیں لکھا دکھے گا۔ اور زمانہ بھی وہ کہ جسے خیر القرون قرنی ثم بعدی کا تمغہ ملا۔ بایں سبب ہمارے امام قدس سرہٗ المقام مرتبہ تابعیت پر فائز المرام ہوئے۔ کہ اور اماموں کو یہ مرتبہ نہ ملا۔ ”تبییض الصحیفہ“ میں ہے:

”قال ابن حجر لانه ولد بالكوفة سنة ثمانين من الهجرة وبها يومئذ من الصحابة عبد الله بن ابی اوفیٰ فانه مات بعد ذٰلك بالاتفاق وبالبصرة يومئذ انس بن مالك ومات سنة تسعين او بعدها وقد اورد ابن سعد بسند لاباس به ان اباحنيفة رأى انسا وكان غير هٰذين من الصحابة بالبلاد احياء فهو من طبقة التابعين ولم يثبت ذلك لاحد من ائمة الامصار المعاصرين له“

یعنی ابن حجر نے کہا کہ امام اعظم ابو حنیفہ کوفہ میں ۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔ اور اس وقت کوفہ میں صحابہ میں سے حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ موجود تھے اور انہوں نے اس کے بعد انتقال فرمایا اس پر اتفاق ہے۔ اور بصرہ میں صحابہ میں سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ آپ کا وصال ۹۰ھ میں یا اس کے بعد ہوا۔ اور یقیناً ابن سعد نے ایسی سند سے بیان کیا ہے جس میں کوئی سقم نہیں کہ بے شک حضرت امام ابو حنیفہ نے

حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے اور ان دو حضرات صحابہ کے علاوہ اور حضرات صحابہ بھی اور شہروں میں موجود تھے تو حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ البتہ تابعین سے ہیں اور یہ شرف وفضل آپ کے ہم زمانہ اماموں میں سے کسی کے لئے ثابت نہ ہوا۔

اس سب پر مستزاد زہد وورع تقویٰ وطہارت کا یہ عالم کہ چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا فرمائی۔ پوری رات قرآن پاک کی تلاوت میں مشغول رہتے۔ بلکہ ایک ہی رکعت میں قرآن پاک مکمل فرماتے۔ راتوں میں جب خشیت الٰہی سے گریہ وزاری فرماتے تو آس پڑوس کے افراد جمع ہو جاتے۔ جس جگہ ومقام پر انتقال فرمایا اُس جگہ ستر ہزار بار قرآن پاک ختم فرمایا تھا۔ ''تبییض الصحیفہ'' میں ہے:

''صلیٰ ابو حنیفة فیما حفظ علیه صلاۃ الفجر بوضؤ العشأ اربعین سنة وکان عامة اللیل یقرٔ جمیع القراٰن فی رکعة واحدۃ وکان یسمع بکاؤہ فی اللیل حتی یرحمه جیرانهٗ وحفظ عنهٗ انه ختم القراٰن فی الموضع الذی توفی فیه سبعین الف مرۃ''

یعنی امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا فرمائی ہے۔ اور عموماً رات میں ایک ہی رکعت میں پورا قرآن ختم فرماتے تھے۔ اور خشیت الٰہی سے رات میں آپ کے رونے کی آواز ایسی سنی جاتی کہ پڑوسیوں کو رحم آتا تھا۔ اور امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ بات بھی لوگوں کو بہت یاد ہے کہ جس جگہ امام اعظم ابو حنیفہ کا انتقال ہوا اسی جگہ امام نے ستر ہزار قرآن پاک ختم کئے تھے۔

وہ وہابیہ غیر مقلدین دیکھیں جو ابن تیمیہ وابن قیم، ابن عبد الوہاب نجدی اور شوکانی وبھوپالی وثناء اللہ کو دین دھرم دے بیٹھے۔ اور غیر مقلدیت کا شور مچاتے ہوئے ان کے ایسے زبردست مقلد ہوئے کہ دم بھر بھی ان کے دام تزویر سے چھٹکارہ نہیں۔ پھر مقلد ہوئے بھی تو کس کے؟ ''آنکس کہ خود گم است کرا رہبری کند''۔ اور کس کے دامن اقتدا کو چھوڑ کر معترض ہوئے وہ جو بقول حضرت امام اعمش صرف دوا فروش نہیں کہ ادویہ کی تو کثرت ہے مگر نہیں معلوم کہ کون سی دوا کس لئے استعمال ہوتی ہے۔ اور نہ محض نباض وطبیب کہ علاج جانتے مگر دوا نہیں

رکھتے۔ نہیں نہیں!! بلکہ اخذت بکلا الطرفین حدیث اور فقہ دونوں کنارے حاصل کرلئے۔

سبحان اللہ! خادم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے شاگرد حضرت امام اعمش رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو کہیں کہ ہمارے امام قدس سرہٗ المقام نے حدیث اور فقہ دونوں کنارے حاصل کرلئے اور وہابیہ غیر مقلد بولیں کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حدیث سے کوئی واسطہ نہیں۔ خیر وہ غیر مقلدین جوان گم گشتگان راہ کے ہمراہ ہوکر گمراہ ہوئے ان کی کیا کہیں، ہاں اُن اجلۂ محدثین و فقہاء، اکابر علماء و اولیاء کی سنیں جنہوں نے ہمارے امام قدس سرہٗ المقام کی مدح وثنا میں نگارشات کے کیسے کیسے در عدن، لعل یمن، مشک ختن چھوڑے ہیں۔ کہ آج تک یونہی چمک رہے ہیں، دمک رہے ہیں اور مہک رہے ہیں۔

دیکھئے غازی اہلسنت مفتی بمبئی حضرت محبوب ملت قدس سرہٗ "قدر و منزلت تقلید" میں فرماتے ہیں:

> سبط ابن الجوزی نے مناقب امام اعظم میں "الانتصار لامام ائمة الامصار" لکھی جو دو ضخیم جلدوں میں ہے۔ علامہ امام جلال الدین سیوطی شافعی نے "تبییض الصحیفة فی مناقب ابی حنیفة" تصنیف کی اور علامہ حافظ ابن حجر نے "الخیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفة النعمان" تحریر فرمائی۔ اور علامہ یوسف بن عبدالباری حنبلی نے مجلد کبیر میں حضرت امام اعظم صاحب کے فضائل بیان کئے اور اس کا نام رکھا "تنویر الصحیفة فی مناقب الامام ابی حنیفة" اور جار اللہ زمخشری نے "شقائق النعمان فی مناقب النعمان" اور شیخ محی الدین حنبلی نے "البستان فی مناقب النعمان" اور علامہ ابن کاس نے "تحفة السلطان فی مناقب النعمان" اور امام بوجعفر امام مزنی شافعی کے بھانجے نے "عقود الجمان فی مناقب النعمان" جیسی ذیشان کتابیں تصنیف فرمائیں اور اسی طرح

''معدن الیواقیت الملتمعة''اور''سقود المرجان'' اور''قلائد عقود الدرر والعقیان''اور''الروضة العالیة المنیفة''اور ''المواھب الشریفة''اور''فتح المنان''اور''عقود الجواھر المنیفه''اور''المنھج المبین''وغیرہم بے شمار کتابیں اکابر محدثین وائمہ مجتہدین واجلہ علمائے دین واعاظم محققین متقدمین ومتاخرین کی مناقب ومحامد حضرت امام اعظم میں شائع ہیں۔اور یہ فضائل ومناقب ومحامد ان حضرات نے سند صحیح کے ساتھ بیان فرمائے ہیں۔فالحمد للہ رب العالمین۔

(قدر ومنزلت تقلید)

آپ کا تدبر اور حکمت کے علاوہ حد ادب بھی اس پائے کا تھا کہ متاخرین کیلئے مشعل راہ اور وجہ نجات بنا۔''الخیرات الحسان''میں ہے:

''سئل عن علی ومعاویة وقتلی صفین فقال : اخاف عن اقدم علی اللہ تعالیٰ شئ یسئلنی عنه ولوسکت لم اسئل عنهُ بل عما کلفت به فالاشتغال به اولیٰ''

یعنی کسی نے آپ سے حضرت علی وامیر معاویہ مقتولین صفین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے بارے میں سوال کیا آپ نے فرمایا مجھے خوف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس ایسا جواب لے کر جاؤں جس کے بارے میں مجھ سے سوال ہو اور اگر میں خاموش رہتا ہوں تو اس سے سوال نہ ہوگا۔تو جس کے ساتھ میں مکلف ہوں اس میں مشغول رہنا بہتر ہے۔

سبحان اللہ! وہ جس کے علم کے علو کی گواہی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم دیں وہ تو ان مسائل میں یہ فرمائیں۔اور آج کل وہ جو نیم مولوی بھی نہیں ان سے اگر کوئی ان جیسے مسائل دریافت کرے تو سکوت کو اپنی ہجو تصور کرتے ہیں۔نہیں! بلکہ بغیر پوچھے ہی ان میں مشغول رہتے ہیں اور اس شغل کو تحقیق کا نام دیتے ہیں۔صاحبو! مسائل میں جن کے مقلد بنیں حکمت ودانائی اور ادب میں بھی ان کی پیروی کرتے تو کیا ہی خوب ہوتا۔کہ یہ

عمل سبب نجات و بخشش ہوتا۔

آپ کے وصال کا سبب بیان کرتے ہوئے علامہ ابن حجر مکی ''الخیرت الحسان'' میں فرماتے ہیں:

''ان المنصور طلبه للقضاء وان یکون قضاة بلاد الاسلام من تحت امرہٖ فامتنع فحلف وغلظ ان لم یفعل لیحبسنه و لیشددن علیه فامتنع فحبسهٗ وکان یرسل لهٗ ان احبت الخلاص فاقبل فیمتنع ولما شد الامتناع امر ان یخرج کل یوم فیضرب عشرۃ اسواط وینادی علیه فی الاسواق فاخرج وضرب ضرباً موجعا حتی سال الدم علیٰ عقبیه ونودی علیه وهو کذالك فی الاسواق ثم اعید الی الحبس وضیق علیه تضییقاً شدیداً حتیٰ فی مأکلهٗ ومشربه ثم فعل به ذٰلك الضرب الشدید والبدأ فی الیوم الثانی والثالث ثم هٰکذا الی عشرۃ ایامٍ فحینئذٍ بکی واکسا لدعاء فتوفیٰ بعد خمسة ایامٍ''

یعنی خلیفہ منصور نے آپ کو عہدہ قضا کیلئے طلب کیا اوراس کی خواہش تھی کہ جملہ قضاۃ اسلام آپ کے ماتحت ہوں۔ مگر آپ نے اس سے انکار فرمایا۔اس پر اس نے قسم کھائی اور سخت قسم کھائی کہ اگر آپ اسے قبول نہ فرمائیں گے تو میں قید کروں گا۔اور نہایت سخت برتاؤ کروں گا۔جب آپ نے انکار فرمایا تواس نے آپ کو قید کر دیا۔اور کہلا بھیجا کہ اگر قید سے رہائی چاہتے ہیں تو عہدۂ قضا قبول کیجئے۔آپ انکار فرماتے رہے۔جب آپ نے انکار شدید کیا خلیفہ نے حکم دیا کہ آپ قید سے باہر لائے جائیں اور ہر روز دس کوڑے مارے جائیں۔اور بازاروں میں ان کی تشہیر ہو۔چنانچہ ایک دن آپ نکالے گئے اور بہت ہی دردناک مار آپ پر پڑی۔یہاں تک کہ آپ کی دونوں ایڑیوں تک خون بہہ آیا۔اسی طرح سر بازار آپ کی تشہیر کی گئی۔پھر قید خانہ واپس بھیجے گئے۔اور کھانے پینے میں نہایت ہی تنگی کی گئی۔اسی طرح دوسرے تیسرے دن ہوا۔یوں ہی برابر دس دن تک رہا۔تب آپ روئے اور

اور بارگاہ الٰہی میں دعا کی اس کے پانچویں دن آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔
اللہ اکبر! خلیفۂ وقت کے ذریعے دیئے گئے تمام بلاد اسلامیہ کہ قضائت کا عہدہ ٹھکرا دیا۔ جس کی پاداش میں ظلم و ستم سہے، کھانا پینا بند ہوا۔ تا آنکہ جان جان آفریں کے سپرد فرمائی۔ اور اک ذرا حقیقت کے جھروکے سے حالات حاضرہ کو دیکھیں کہ اس سے کہیں ہلکے مجازی عہدے کے حصول کیلئے کیسے ناگفتہ بہ حالات ہیں۔ شہری، صوبائی اور ملکی قاضی بننے کیلئے کیا کیا اختلافات نہیں ہوئے اور نہیں ہو رہے ہیں؟ بلکہ بعض مقامات پر تو ایک ہی علاقے میں دو یا اس سے زیادہ قاضی رونما ہوئے اور قوم اختلافات کی آگ میں جھلس گئی۔ خیر یہ ایک ایسا موضوع ہے کہ ''اگر خواہی سلامت بر کنار ست''۔
''الخیرات الحسان'' میں ہے:
''لما احس بالموت سجد فخرجت نفسهٗ وھو ساجدٌ'' کہ جب آپ نے اپنی وفات کا احساس فرمایا سجدہ کیا اور روح مبارک نے اس حالت میں مفارقت کی کہ آپ سجدے میں تھے۔
قابل غور ہے کہ شہزادۂ رسول، جگر گوشۂ بتول، شہنشاہ نوجوانان جناں امام عالیمقام صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہٗ علیٰ جدہٖ الکریم وعلیہ کا کیسا فیض خاص تھا کہ مقام وفات کوفہ ہے۔ ظلم و ستم بھی ہے اور کھانا پانی بھی بند ہے۔ پھر حالت سجدہ ہی میں انتقال فرمایا۔
اسی میں ہے: لما دفن ابو حنیفة سمع صوتاً فی اللیل ثلاث لیالٍ یقول:

ذھب الفقه فلا فقه لکم　　فاتقوا اللہ و کونوا خلفا
مات نعمان فمن ھٰذا الذی　　یحی اللیل اذا ما سجفا

کہ جب امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو دفن کیا گیا تو تین راتوں تک ندائے غیبی سنی گئی کہ کوئی شخص کہتا ہے:
''فقہ جاتا رہا اب تمہارے لئے فقہ نہیں تو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور ان کے خلف بنو۔ امام ابوحنیفہ نے انتقال کیا تو کون ہے اس رتبے کا جو شب کو عبادت کرتا ہو جب تاریک ہو جائے''۔

مولیٰ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب شافع محشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے صدقے وطفیل ہمیں اپنے امام کے طریقے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، مذہب حنفیہ اور مسلک رضویہ کا پابند بنائے۔ اور انہیں کے زمرے میں روز قیامت ہمارا حشر فرمائے۔

ویرحم اللہ عبداً قال اٰمیناً۔

فقیر سگ بارگاہ مرشد

محمد فاران رضا خان حشمتی غفرلہٗ القوی

آستانہ عالیہ حشمتیہ حشمت نگر پیلی بھیت شریف

۹/ ذی الحجۃ الحرام ۱۴۴۲ھ مطابق ۲۰/ جولائی ۲۰۲۱ء
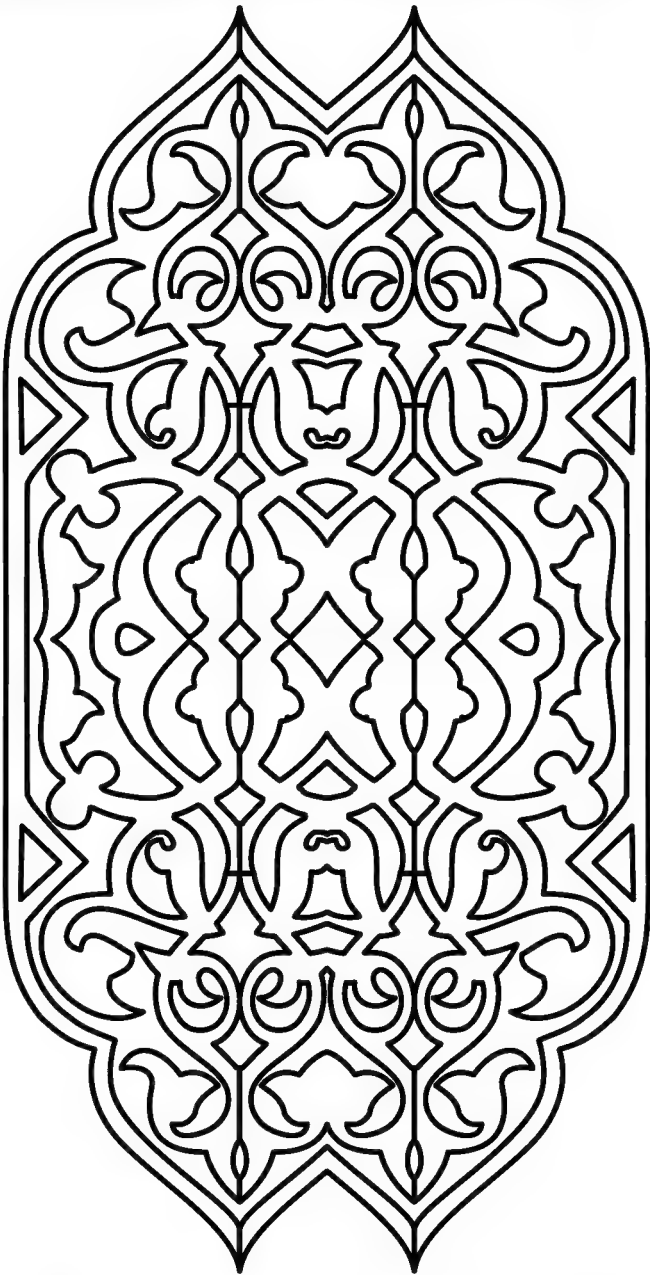
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الطیف علی ما رزق وانعم وافوض امری الیہ فیما قضی وابرم والصلاۃ والسلام علی سیدنا وحبیبنا وشفیعنا محمد من بالنبوۃ تقدم وانزل علیہ وعلمك مالم تکن تعلم وعلیٰ اٰلہ واصحابہٖ الموفین بالعھود والذمم

امابعد

فقیر حقیر سراپا تقصیر کفش بردار علماء اہلسنت ابوالظفر محب الرضا محمد محبوب علیخاں سنی حنفی قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی غفرلہٗ ابن عالیجناب معلّی القاب ابوالحفاظ جناب مستطاب محمد نواب علیخاں بن محمد حیات خاں بن محمد سعادت خاں امیٹھوی ثم الکھنوی علیھم رحمۃ الولی۔ حضرات اہلسنت وجماعت کثرہم اللہ تعالیٰ وایدہم کی خدمات عالیہ میں عرض رسا ہے کہ یہ مختصر مضمون مگر تحقیقی حضور پرنور امام الائمہ سراج الامہ کاشف الغمہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ وارضاہ عنا کی ذات والاصفات کو عظمت وشوکت وشان ورفعت کے ساتھ پیش کرنے کے لئے مرتب کیا ہے۔ کیونکہ نیچریوں وہابیوں غیر مقلدوں نے زمانہ کی بوقلمونی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آزادی اور پلپلے پن کو دیکھ کر حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی ذات بابرکات پر جو حملے کئے ہیں اہل علم سے پوشیدہ نہیں۔ کہیں زبردستی روایت میں کلام اور شہرت کو سلام اور تواتر کا انعدام لہٰذا قبول سے انکار۔ مگر ہر نیچری اور وہابی کو اپنے صحیح النسب ہونے کے لئے صرف اکیلی ماں کی گواہی کافی اور صرف ایک ماں کی گواہی پر اپنے صحیح النسب ہونے کا اقرار۔ اور زیادہ تر اُن لوگوں کو وہابیہ دیوبندیہ سے مدد پہنچی۔

کیونکہ دیوبندیوں نے حضرات انبیاء کرام علیٰ نبینا وعلیہم الصلاۃ والسلام کے معجزات کا انکار کیا۔ جیسا کہ "فتاویٰ گنگوہیہ" تیسرا حصہ صفحہ ۲۳/ پر صاف لکھا کہ جادوگر کا جادو اور بھان متی مداری کا تماشا نبی کے معجزے سے زیادہ کامل اور زیادہ قوی ہوتا ہے۔ اور اولیاء کرام اور اُن کی کرامتوں کا انکار کیا۔ لہٰذا اُن کو بھی جرأت ہوئی۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

پیارے مسلمانوں! ان دشنام بازوں، محبت مصطفےٰ کے چوروں، عظمت محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے ڈاکوؤں کو اُن کے حال پر چھوڑیئے، جائیں اپنے مقر کو۔ آپ تو اپنے امام ہمام سیدنا اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے مبارک جلوے دیکھئے۔ اس صحبت میں فقیر آپ حضرات کو بعض تلامیذ حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا ذکر سنانا اور اُن کے نام نامی واسم گرامی سے واقف کرانا چاہتا ہے۔ تاکہ آپ کو معلوم ہو کہ جب اکابر محدثین وحفاظ حدیث ومدعیان اجتہاد حضرت سیدنا امام اعظم کی شاگردی پر نازاں ہیں اور اس شرف تلمذ کے حاصل ہونے کی بنا پر اپنے سر افتخار کو بام فلک تک پہنچا رہے ہیں تو وہ ذات بابرکات کیسی عظمت شان والی ہوگی۔ جس کی شاگردی محدثین نہیں بلکہ امیر المؤمنین فی الحدیث جیسی ہستیوں نے کی۔ کیا اُس ذات کی حدیث دانی یا تفسیر ومعانی وادب وفلسفہ ومنطق وکلام صرف ونحو تاریخ وغیرہ وغیرہ غرضیکہ کسی فن کسی علم میں ورع وتقویٰ میں کسی قسم کی خامی یا خرابی ہوگی؟ ہرگز نہیں، ممکن نہیں!۔

حضرات اہل عدل وانصاف سے امید ہے کہ بفحوائے ارشاد حضرت مولیٰ مشکلکشا علی مرتضےٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کہ کہنے والے کو نہ دیکھ بلکہ اُس کے قول کو دیکھ کہ وہ کس شان کا ہے۔ فقیر کی کج مج بیانی اور ہیچ مدانی پر نہ جائیں۔ بلکہ اس مختصر کو ملاحظہ فرما کر خطا سے فقیر کو آگاہ فرمائیں۔ اور دامن کرم میں چھپائیں۔

یہ بھی عرض کردوں کہ اس مختصر کے لکھنے کا مقصد صرف دفاع ہے یعنی دشمنانِ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے حملوں کا دفاع کرنا اور بس۔ مسلمان بھائی اس بات کو معلوم کرلیں کہ حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جہاں درس دیتے تھے وہ کوئی کونہ یا خلوت خانہ نہ تھا۔ بلکہ وہ شہر جو اہل علم کی آماجگاہ تھا اُس کی جامع مسجد میں ہزاروں محدثین وحفاظ ومدعیان اجتہاد کی موجودگی میں کھلے بندوں یہ حلقہ ہوتا۔

جیسا کہ ابراہیم ابن فیروز اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو دیکھا کہ مسجد میں بیٹھے ہیں اور اہل مشرق ومغرب کا ہجوم ہے۔ وہ مسائل پوچھتے جاتے ہیں اور آپ جواب دیتے جاتے ہیں۔ اور پوچھنے والے معمولی لوگ نہیں بلکہ خیار الناس

اور فقہا تھے۔

حضرت جریر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ جب اعمش سے کوئی شخص مسئلہ پوچھتا تو اکثر فرماتے کہ ابوحنیفہ کے حلقہ میں جاؤ اُن کے یہاں جو مسئلہ پیش ہوتا ہے وہ لوگ مباحثہ کر کے اُس کو نہایت روشن کر دیتے ہیں۔ اب غور فرمایئے کہ کس قدر مستند و معتبر حلقہ درس تھا کہ حضرت اعمش جیسے جلیل القدر استاد المحدثین اُس کی توثیق کر کے سائلین و طالبین حق کو وہاں جانے کی ترغیب دیا کرتے تھے۔ تو کتنا عظیم الشان مجمع آپ کے حلقہ میں ہوتا ہوگا۔ پھر ایسے بزرگ محدثین کی شہادتوں کے مقابل یہ کہنا کہ ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے حدیثوں کی مخالفت کی ہے ان محدثین پر بھی الزام لگانا ہے یا نہیں؟ کیونکہ انہوں نے بھی اس مخالفت حدیث میں حصہ لیا اور اُس کی تائید کی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ مسعر بن کدام رحمۃ اللہ علیہ جب امام ابوحنیفہ کو دیکھتے تو کھڑے ہو جاتے۔ اور جب بیٹھتے تو آپ کے سامنے بیٹھتے۔ اور شاگردوں کے مثل سوال اور استفادے کرتے۔ امام موفق اور سبط ابن جوزی نے لکھا ہے کہ حضرت مسعر بن کدام وہ شخص تھے کہ حفظ اور زہد میں اہل کوفہ کو اُن سے فخر حاصل تھا۔ اور اکابر محدثین اور خود امام صاحب کے بھی استاد تھے۔

اب فرمایئے کہ جب ایسے ایسے استاد المحدثین امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے حلقہ درس میں شاگردوں کی مثل بیٹھتے ہوں گے تو اس حلقہ کی عظمت و وقعت کس درجہ مسلمانوں کے قلوب میں جاگزیں ہوتی ہوگی۔

ابن سماک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ کوفہ کے اوتاد چار ہیں۔ سفیان ثوری اور مالک ابن مغول اور داؤد طائی اور ابوبکر نہشلی اور یہ چاروں امام اعظم ابوحنیفہ کے حلقہ درس میں بیٹھے ہیں۔ یعنی شاگرد ہیں۔

حضرت یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ہم امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے حلقہ درس میں بیٹھے ہیں۔ اور ان سے مسئلے سنے اور لکھے ہیں۔ جب میں ان کی طرف دیکھتا تو ان کے چہرۂ اقدس سے صاف ظاہر ہوتا کہ خدا کا ڈر اور خوف ان کو بہت ہے۔

نوح بن مریم فرماتے ہیں کہ میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت اور حلقہ میں بیٹھا ہوں۔ ان کے بعد میں نے اُن کا مثل ونظیر نہیں دیکھا۔

ابونعیم فرماتے ہیں لوگ طوعاًوکرہاً امام صاحب کی خداداد قابلیت کو دیکھتے ہوئے مطیع ومنقاد ہوتے جاتے تھے۔ اور آپ کے یہاں جو ہجوم رہتا تھا دن بھر اور رات کے کچھ حصے میں وہ منقطع نہیں ہوتا تھا خواہ آپ مسجد میں ہوں یا مکان میں۔

حضرت مسعر بن کدام فرماتے ہیں امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حلقہ درس میں لوگوں کا ہجوم اور ہنگامہ رہا کرتا تھا۔ کوئی سوال کر رہا ہے اور کوئی مناظرہ کر رہا ہے۔ مگر اُس عظیم الشان مجمع اور اس گڑبڑ میں جب حضرت امام صاحب تقریر فرماتے تو سب پر اوس پڑ جاتی۔ اور سب خاموش ہوجاتے۔ لکھا ہے کہ اس وقت حضرت مسعر فرمایا کرتے تھے کہ اتنے بلند آوازوں کو جس شخص کی تقریر سے اللہ تعالیٰ ساکت وصامت کر دیتا ہے وہ یقیناً اسلام میں ایک بڑا عظیم الشان شخص ہے۔

ان تمام روایات اور ان جیسی دیگر روایات سے ظاہر ہے کہ مسجد حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حلقہ سے بھری رہتی تھی۔ ان جملہ شہادتوں سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ حضرت سیدنا امام اعظم کا حلقہ طالبین کمال سے مالامال رہتا تھا۔ اور یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ اکثر محدثین وحفاظ واہل کمال کا مجمع رہا کرتا تھا۔ مختصراً ثبوت ملاحظہ ہو۔

متعدد روایتوں سے ثابت ہے کہ اکابر دین حضرات محدثین رضی اللہ تعالیٰ عنہم مثلاً حضرت مسعر بن کدام وعبداللہ بن مبارک ویحییٰ بن معین ومکی بن ابراہیم ومقاتل بن حیان وفضل ابن موسیٰ وجریر بن حازم وجریر بن عبدالحمید وقاسم بن معن وابو یوسف ومحمد بن حسن وزفر وداؤد طائی وشفیق بلخی ومالک بن دینار وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بغرض استفادہ حضرت امام صاحب کے حلقہ میں بیٹھا کرتے تھے۔ اور جہاں یہ حلقہ ہوا کرتا تھا وہ گوشہ تنہائی نہ تھا بلکہ اکثر یہ حلقہ مسجد میں ہوا کرتا تھا۔ کہ جہاں اہل شہر اور مسافر اور خاص کر اہل علم حضرات بے روک ٹوک چلے جاتے تھے۔

پھر یہ بھی ملاحظہ ہو کہ مسجد بھی کس شہر کی جس میں محدثین کرام اپنا آنا ضروری جانتے تھے۔

چنانچہ امام محمد بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں دوسرے شہروں میں ایک ایک دو دو بار گیا۔ مگر کوفہ کو محدثین کے ساتھ اتنی مرتبہ گیا کہ اُس کی یاد نہیں۔ پھر یہ بھی ظاہر ہے کہ یہ حضرات حلقہ نشین ایسے نہ تھے جو فن حدیث کی طلب کرنے والوں پر مخفی ہوں۔ کیونکہ خزانہ حدیث کا بڑا عظیم حصہ انہیں حضرات کے یہاں موجود تھا۔ جس کی طلب میں محدثین کوفہ کو جاتے آتے تھے۔ اب غور فرمائیے کہ جوق جوق، جماعت جماعت محدثین بلاد وامصار اسلامیہ سے جب کوفہ آتے ہوں گے اور اُس حلقہ مقدس و مبارک امام اعظم کی کیفیت خود دیکھ لیتے ہوں گے کہ اکابر دین حضرات محدثین زانوئے ادب تہہ کئے سر نیاز جھکائے حضرت سیدنا امام اعظم کے روبرو بیٹھتے ہیں اور حضرت سیدنا امام اعظم کی پرزور تقریر دل پذیر دریا کی مانند امنڈ رہی ہے کہ موافق ومخالف کسی کو مجال دم زدن نہیں ہے۔ تو کیا یہ ایسی بات تھی جس پر عقیل فہیم انسان توجہ نہ دے؟ ہرگز نہیں۔ ہاں بے عقل وخرد تو اسی قدر جانتے اور سمجھتے ہوں گے کہ ایک میاں جی مکتب میں یا زیادہ سے زیادہ استاد صاحب اپنے شاگردوں کو پڑھا رہے ہیں۔

مگر حضرات اہل علم کے نزدیک یہ بات ایسی تعجب خیز اور حیرت انگیز تھی کہ دنیا میں اُس کی مثل ونظیر نہیں ملتی۔ تو کیا ممکن ہے کہ ایسی عجیب وغریب بات کو دیکھ کر وہ صاحبان عقل وفہم بھول جائیں؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ جس جس شہر کے محدثین آکر یہ واقعہ دیکھتے ہوں گے یقیناً اپنے اپنے احباب واصحاب کے سامنے اور عجائبات سفر کے دوران بیان میں اس واقعہ عجیبہ کا بیان کرنا ضروری تر جانتے ہوں گے۔ اور یہی وجہ ہے کہ چند ہی روز میں حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فقاہت وحدیث وورع وتقویٰ خداداد قابلیت ولیاقت تمام اسلامی ممالک میں شہرت پزیر ہو گئی تھی۔

اب ذرا غور فرمائیے کہ ان متواتر خبروں کو سن کر اور زمانہ بھی سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے قریب کا زمانہ جب کہ مسلمانوں کو تحصیل علوم وتکمیل کی خاص طور پر رغبت تھی۔ کیا طالبین حدیث وفقہ اور حضرات محدثین کو اس مقدس حلقہ کو دیکھنے اور اس میں شریک ہو کر مستفید ہونے کا شوق نہ پیدا ہوتا ہوگا؟ عقل سلیم تو یہی گواہی دیتی ہے کہ یہ متواتر خبریں ان کو زبردستی کشاں کشاں اُس مقدس حلقہ میں ضرور ضرور لاتی تھی۔ پھر یہ کہ ہر ملک و

دیار بلاد وامصار کے محدثین کرام نے حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جو تعریفیں کی ہیں وہ بہت ہیں۔ کیا ان تعریفوں کو سن کر اُن لوگوں کو شرف باریابی دربار امام اعظم حاصل کرنے کا اشتیاق نہ ہوتا ہوگا؟ چند جملے یہاں اکابر محدثین کے حضرت سیدنا امام اعظم کی شان میں ملاحظہ ہوں۔

''ہم لوگ عطار ہیں اور آپ طبیب حاذق آپ کا سا دقیقہ شناس عالم، عاقل، ذکی، صاحب فہم و صاحب حفظ دنیا میں نہیں ہے۔ آپ کا مثل اور تو کیا طبقہ تابعین میں بھی نہیں دیکھا گیا۔ آپ کا مثل بہت تلاش کیا مگر نہ ملا۔ آپ اعلم الناس اور افقہ الناس اور اورع الناس ہیں۔ کوئی عالم آپ کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ جس نے آپ سے مباحثہ کیا وہ مغلوب اور ذلیل ہوا۔ متفرق علما کے پاس جس قدر علم ہے وہ سب آپ کے پاس جمع ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں جو علم تقسیم ہوا تھا وہ سب آپ کے یہاں ہے۔ زمانہ کے لوگ جس علم کے محتاج ہیں وہ آپ خوب جانتے ہیں اور جو علم آپ نہیں جانتے وہ وبال جان ہے۔ آپ نے علم کی جو تفسیر کی ہے وہ کسی سے نہ ہوسکی۔ مشکل حدیثوں کو جس طرح آپ نے حل کیا ہے کوئی نہ کرسکا۔ تمام علماء تفسیر حدیث میں آپ کے محتاج ہیں۔ آپ فقہ اور فتویٰ میں موید من اللہ ہیں۔ آپ سید الفقہاء ہیں۔ جو شخص آپ کے حلقہ میں نہ بیٹھا وہ مفلس اور محروم رہ گیا''۔ وغیرہ وغیرہ۔

اکابر محدثین و پیشوائے دین جس کی یہ مدح سرائی کریں کیا اُس کا مبلغ علم بقول غیر مقلدین وہابیہ نجدیہ کل سترہ حدیثیں ہوگا؟ معاذ اللہ۔

انہیں امور کی شہرت کی بنا پر مستند اور متدین محدثین کے نزدیک حضرت سیدنا امام اعظم ایسے باوجاہت و نیک نام تھے کہ موضوع حدیثوں کو رواج دینے والے کہا کرتے کہ یہ روایت ابوحنیفہ سے ہمیں پہنچی ہے تاکہ حضرت امام اعظم کے وقار کی بنا پر کسی کو چون و چرا کرنے کا موقعہ نہ ملے۔

چنانچہ ''میزان الاعتدال'' میں ابن جعفر کے ترجمہ میں ابن حبان کا قول نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ:

''ابن جعفر کی عادت تھی کہ مسجد جامع میں ساجی علیہ الرحمہ کے سامنے بیٹھ کر حدیثیں

بیان کرتا۔ایک روز میں اُس کا سرمایہ حدیث معلوم کرنے کیلئے اس کے گھر گیا۔اُس نے حدیثوں کا ایک ذخیرہ پیش کیا۔اُس میں دیکھا کہ تین سو سے زیادہ حدیثیں امام اعظم رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں۔حالانکہ امام صاحب نے کبھی وہ روایتیں نہیں کیں۔ میں نے کہا اے شیخ خدا سے ڈر اور جھوٹ مت بول۔اس پر وہ بہت خفا ہوا آخر میں اُٹھ کر چلا آیا۔اور اسی میں احمد بن یعقوب کے ترجمہ میں حاکم کا قول نقل کیا ہے کہ وہ حدیثیں بنا کر لوگوں میں روایت کرتا اور کہتا کہ یہ روایتیں مجھے ابوحنیفہ سے پہنچی ہیں۔تو معلوم ہوا کہ حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرات محدثین کی جماعت میں مشہور و معروف اور مستند تھے۔ایسے مقتدر شخص کی نسبت محدثین کرام کے اساتذہ کی چشم دید مذکورہ بالا شہادتیں جب شہرۂ آفاق ہوئی ہوں گی تو عقل سلیم ہرگز ہرگز نہیں قبول کرتی کہ ان کا اثر شاگردوں پر کچھ نہ ہوا ہو۔

یہ تو دوسری بات ہے کہ بعض کم فہم طالب علم دقیق مضامین سمجھ میں نہ آنے کی وجہ سے اُس متبرک حلقہ میں نہیں ٹھہر سکتے تھے۔اُن سے ہمیں بحث نہیں۔ ہمارا کلام اُن حضرات محدثین میں ہے جو عقیل وفہیم و مستقل مزاج و ذکی وحق پسند وحق طلب تھے۔جن کو حدیث کی باریکیاں سمجھنے اور اشکال احادیث کو حل کرنے کی ضرورت کا احساس تھا۔وہ تو ضرور ضرور حضرت امام ابن ہمام سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حلقہ میں شریک ہوتے اور حاسدین معاندین کے اقوال کو لغو سمجھ لیتے تھے"۔

ملاحظہ فرمایئے کہ حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاسدین نے طرح طرح سے بہکانا چاہا کہ یہ حضرت امام ہمام کے حلقہ درس میں نہ جائیں۔مگر انہوں نے کسی کی نہ سنی اور اس مقدس حلقہ میں پہنچ ہی گئے۔اور حضرت سیدنا امام اعظم کے فیض صحبت کو دیکھ کر صاف صاف کہہ دیا کہ اگر ان سفہا کی باتوں کا میں یقین کر لیتا تو مفلس اور محروم رہ جاتا اور بازاری جاہل اور بدعتی ہو جاتا۔اور طلب حدیث میں جس قدر محنت و مشقت کی تھی اور مال صرف کیا تھا سب رائگاں ہو جاتا۔ یہ امیر المؤمنین فی الحدیث کا فرمان والاشان ہے۔ پھر بھی طالبین حدیث وفقہ کو حلقہ امام اعظم میں شریک ہونے اور استفادہ کرنے کا از حد اشتیاق نہ ہوتا ہوگا؟ ضرور ہوتا ہوگا۔اور یہی تو وجہ تھی کہ فوج فوج جماعت جماعت محدثین آ کر شریک حلقہ

ہوتے اور استفادہ کرتے تھے۔

اس میں شک نہیں کہ حاسدین اور غبی طلبہ حضرت امام اعظم کے حلقہ کے مخالف ودشمن تھے۔ اور طرح طرح سے افترا پردازیاں کر کے لوگوں کو آپ کے حلقہ میں جانے سے منع کرتے تھے۔

مگر جو مستقل مزاج اور کمال کے طالب ہوتے وہ اکابر محدثین کی شہادتوں کے مقابل حاسدین کے قول کو لغو وبے ہودہ سمجھ کر واقعہ کی تحقیق کیلئے ضرور حلقہ میں جاتے۔ اور جاتے ہی پہلے پہل جب اُن کی نظر حضرت امام اعظم کے چہرۂ انور پر پڑتی تو آپ کے تقویٰ اور خوف وخشیت الٰہی پر خود ان کے قلوب گواہی دیتے جس سے خالصًا لوجہ اللہ تکمیل علم کرنے والوں کو یقین ہوجاتا کہ ایسے متقی پرہیز گار باخدا شخص سے ناممکن ہے کہ دین میں کوئی بات خدا اور رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی مرضی کے خلاف بڑھادیں۔ پھر جب آپ کی تقریر دلپذیر پرتنویر سنتے تو نورٌ علیٰ نور کا مصداق ہوجاتا اور اگر ابتدا میں بعض غوامض تقریر سمجھنے میں قاصر رہتے تو خیال کر لیتے کہ رفتہ رفتہ اُن کے سمجھنے کی بھی قابلیت واستعداد پیدا ہوجائے گی۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مبارک نے کیا۔

غرضیکہ تمام ممالک اسلامیہ کے منتخب وحق پسند محدثین وائمہ حدیث جن کی طبیعتوں میں استقلال اور مزاجوں میں تدین اور ذہنوں میں صفائی اور فہم میں رسائی تھی وہ حضرت سیدنا امام اعظم کے مقدس حلقہ میں شریک ہوکر تحقیق مسائل کے وقت اپنا علمی سرمایہ جو شہر بشہر اور قریہ بقریہ پھر کر جمع کیا تھا پیش کیا کرتے۔

حضرت سیدنا امام ہمام امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے حلقہ درس میں یوں تو مسئلے پوچھنے کیلئے بکثرت جہلا اور شبہات رفع کرنے کے لئے طلبہ بھی آتے تھے۔ مگر یہ لوگ ارکان حلقہ اور شاگرد نہیں سمجھے جاتے تھے۔ ارکان حلقہ وہ حضرات شمار کئے جاتے تھے جو علوم وفنون عقلیہ ونقلیہ اور تحصیل حدیث سے فراغت پا کر تفقہ فی الدین کے لئے حاضر دربار امام ہمام ہوتے تھے۔ جیسے حضرت امام ابویوسف وحضرت امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہ حضرت

امام اعظم کے اعلیٰ درجہ کے شاگرد ہیں۔ مگر حدیث انہوں نے بھی حضرت امام صاحب سے نہیں پڑھی۔ کردری رحمہ اللہ نے ''مناقب'' میں لکھا ہے کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ نے حدیث کی تحصیل ابو اسحق اور سلیمان اعمش اور ہشام ابن عروہ اور عبد اللہ بن عمر المعمری اور حنظلہ بن ابی سفیان اور عطا ابن السائب اور لیث بن سعد وغیرہم رحمہم اللہ سے کی ہے۔ اور حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالےٰ نے مسعر بن کدام اور ثوری اور عمرو ابن دینار اور امام مالک اور ابو عمر اوزاعی اور زمعہ بن صالح اور بکر وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ سے تحصیل حدیث کی ہے۔ اور وکیع کا قول نقل کیا ہے کہ تحصیل حدیث کے زمانہ میں ہم ان کے ساتھ چلنا پسند نہیں کرتے تھے۔ کیونکہ وہ بہت خوبصورت لڑکے تھے۔

غرضیکہ یہ معلوم ہو گیا کہ ان حضرات نے حضرت سیدنا امام اعظم سے تحصیل حدیث نہیں کی۔

حضرت عبد اللہ بن مبارک فرماتے ہیں ہم جھوٹ کبھی نہ کہیں گے فقہ میں ہمارے امام امام اعظم ابو حنیفہ ہیں اور حدیث میں حضرت سفیان۔ اس سے بھی یہی معلوم ہوا کہ انہوں نے حدیث باہر پڑھی۔

فضل ابن جعفر کہتے ہیں کہ روح بن عبادہ فرماتے تھے میں نے ابو حنیفہ سے بہت کم سنا اور جس قدر سُنا ہے وہ میرے نزدیک بہت سے مسموعات و مرویات سے زیادہ تر محبوب ہے۔ کسی نے کہا پھر آپ اُن کے حلقہ میں زیادہ کیوں نہیں بیٹھے؟ فرمایا میں نے پہلے شعبہ کے حلقہ کا التزام کیا پھر ابن جریج کے یہاں گیا۔ اور میری رائے یہ تھی کہ آخر میں کوفہ کا طریقہ اختیار کروں۔ اور سیدنا امام ابو حنیفہ کے حلقہ میں بیٹھوں۔ مگر ابن جریج ہی کے یہاں آپ کے انتقال کی خبر آئی۔ معلوم ہوا کہ ان کا ارادہ تھا کہ پہلے تحصیل حدیث محدثین کرام کے یہاں کر لیں تاکہ حضرت سیدنا امامنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے حلقہ میں بیٹھنے کی صلاحیت ہو جائے۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ تکمیل علوم و تحصیل حدیث کے بعد فقاہت حاصل کرنے کیلئے لوگ حضرت امام اعظم کے حلقہ میں شریک ہوا کرتے تھے۔

خلاصہ کلام یہ کہ ان شہادتوں سے یہ بات ظاہر و باہر ہے کہ اُس زمانہ کے قریب

قریب تمام منصف مزاج محدثین کرام وحفاظ حدیث حضرت سیدنا امام اعظم کے حلقہ میں منسلک تھے۔ مگر چونکہ تمام بلاد اسلامیہ سے آنے والوں کی فہرست مرتب کرنا کوئی سہل کام نہیں ہے نہ حضرت سیدنا امام اعظم کے مزاج اقدس میں تعلّی وبڑائی تھی کہ اپنا افتخار ظاہر کرنے کے کوئی رجسٹر رکھتے۔ اور حاضرین حلقہ کے نام اُس میں درج کراتے۔ اس لئے تمام تلامذہ وشاگردان امام ہمام کی فہرست نہ مل سکی۔

چنانچہ "الخیرات الحسان" میں لکھا ہے کہ امام اعظم ابوحنفیہ سے جن لوگوں نے حدیث وفقہ حاصل کی ہے اُن سب کا استیعاب متعذر اور ضبط ناممکن ہے۔ اسی وجہ سے بعض ائمہ حدیث نے فرمایا ہے کہ جس قدر اصحاب اور تلامذہ حضرت سیدنا امام اعظم کے تھے کسی امام کو اتنے نصیب نہ ہوئے۔

مگر واہ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت جلیلہ ہے کہ شبلی جیسے منکر فضائل امام نے بھی ایک قول لکھ مارا کہ "حافظ ابوالمحاسن شافعی نے نوسواٹھارہ شخصوں کے نام بقید نسب لکھے ہیں جو حضرت امام صاحب کے حلقہ درس میں مستفید ہوئے"۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ تعداد مشہور محدثین کی ہے یا اُن حضرات محدثین کی ہے جو زیادہ تر حاضر حلقہ رہا کرتے تھے اور اُس کا ثبوت "ردالمختار" سے بھی ملتا ہے۔ اُس میں امام طحطاوی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ تدوین فقہ کے وقت ہزار علماء کرام حضرت سیدنا امام اعظم کے ساتھ تھے جن میں چالیس شخص تو وہ تھے جو خود درجہ اجتہاد کو پہنچے ہوئے تھے۔

اب غور کیجئے اتنے علمائے کبار کے مجمع میں ہر مسئلہ کی تحقیق وتدقیق ہوتی اور جب سب کا اتفاق ہوجاتا تو وہ مسئلہ کتاب میں لکھا جاتا۔ پھر بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ فقہ حنفی حدیث کے خلاف ہے۔ ہاں محدثین کا دامن چھوڑ دے تو جو چاہے کہتا رہے۔ مگر پھر حدیثوں سے بھی ہاتھ دھو کر چکڑالوی بننا پڑے گا۔ کیونکہ محدثین کے ساتھ ساتھ حدیثیں بھی رخصت ہوں گی۔

اب تبرّکًا وتیمّنًا بعض اکابر محدثین کے اسمائے گرامی پیش کئے جاتے ہیں۔ انہیں معلوم کر کے خود غور کیجئے کہ جب ان حضرات کی یہ شانیں ہیں تو جس کو انہوں نے اپنا مقتدا بنایا ہوگا اُس کو یقیناً ہر شان، ہر ادا میں ہر طریقہ سے پرکھا ہوگا، جب زانوئے ادب تہہ کیا ہوگا۔ یہ

وہ حضرات کرام ہیں جو فقاہت فی الدین حاصل کرنے کی غرض سے حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی بارگاہ میں حاضر رہتے اور اپنا سرمایۂ حدیث موقعہ بموقعہ پیش کرتے تھے۔اور حضرت سیدنا امام ہمام کی تقریر اور طریقۂ اجتہاد میں غور کرتے جاتے تھے کہ جن حدیثوں میں تعارض معلوم ہوتا ہے وہ کس طرح اُٹھایا جاتا ہے۔اور بعض احادیث کے ظاہری معنی سے عدول کن ضرورتوں کی بنا پر کیا جاتا ہے۔

(۱) مسعر بن کدام رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

''تذکرۃ الحفاظ'' میں ان کا ذکر ان لفظوں سے کیا ہے:''الامام الحافظ احد الاعلام'' اور لکھا ہے کہ انھوں نے علی ابن ثابت اور حکم بن عیینہ اور قتادہ اور عمرو بن مرہ اور ان کے طبقہ سے روایت کی ہے اور ان سے سفیان اور ابن عیینہ اور یحییٰ قطان اور محمد بن بشیر اور یحییٰ ابن آدم اور اور ابو نعیم اور خلا ابن یحییٰ نے اور خلق کثیر نے روایت کی ہے۔

یحییٰ ابن قطان کہتے ہیں کہ ان سے اثبت میں نے نہیں دیکھا۔

امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے ثقہ کی مثال دی ہے کہ جیسے شعبہ اور مسعر حضرت وکیع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مسعر کا شک اوروں کے یقین کے برابر ہے۔

اور ابن عیینہ کہتے ہیں کہ حضرت اعمش سے لوگوں نے کہا کہ مسعر نے حدیث میں شک کیا ہے۔انہوں نے کہا اُن کا شک بھی دوسروں کے یقین کے برابر ہے۔

اور شعبہ کہتے ہیں مسعر کا نام ہم لوگوں نے اُن کے اتقان کی وجہ سے مصحف رکھا تھا۔ابو جعفر منصور نے ان کو والی بنانا چاہا مگر انہوں نے قبول نہ کیا لطائف الحیل سے ٹال دیا ۔مسعر کا قول ہے جو شخص سرکہ اور بقول پر صبر کرے وہ کسی کا غلام نہ بنے گا۔حکومت وغیرہ تعلقات دنیوی کو وہ غلامی جانتے تھے۔اسی وجہ سے آزاد رہے۔ایسے جلیل القدر امام المحدثین کا یہ حال تھا کہ جب حضرت سیدنا امام اعظم کو دیکھتے تو کھڑے ہو جاتے اور حلقہ درس میں آپ کے روبرو بیٹھتے اور شاگردوں کی طرح سوالات کرتے اور محفوظ کرتے حالانکہ آپ حضرت امام اعظم کے استاد بھی تھے۔جیسا کہ امام موفق اور سبط ابن جوزی نے اسے لکھا ہے۔

(۲) حضرت سیدنا عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

ابن حجر عسقلانی نے ''تہذیب'' میں ان کے شیوخ اور تلامذہ کے اسماء ذکر کر کے لکھا ہے کہ ابن مہدی نے کہا ہے کہ ائمہ چار ہیں۔ ثوری اور مالک اور حماد اور ابن مبارک۔

اور شعیب کا قول ہے کہ جس سے ابن مبارک نے ملاقات کی وہ اس سے افضل تھے۔ یعنی ملاقاتی محدثین سے، حضرت امام احمد فرماتے ہیں کہ ان کے زمانہ میں ان سے زیادہ علم طلب کرنے والا کوئی شخص نہ تھا۔ اور ابواسامہ نے بھی یہی کہا ہے۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ نے اُن کے انتقال کے بعد کہا کہ اُنہوں نے اپنا مثل نہیں چھوڑا۔

ابواسحٰق فزاری کا قول ہے کہ عبداللہ بن مبارک امام المسلمین ہیں۔

یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ جن کتابوں سے ابن مبارک نے احادیث بیان کیں۔ وہ بیس یا اکیس ہزار تھیں۔

اسمٰعیل بن عیاش کا قول ہے کہ روئے زمین پر ابن مبارک جیسا کوئی شخص نہیں ہے اور کوئی اچھی خصلت ایسی نہیں جو اُن میں نہ تھی۔

ابن سعد کہتے ہیں کہ ابواب علم میں بہت سی کتابیں آپ نے تصنیف کیں۔

حسن بن عیسیٰ کہتے ہیں کہ وہ مجاب الدعوۃ تھے۔

ابووہب کہتے ہیں کہ ابن مبارک کا کسی نابینا پر گذر ہوا۔ اُس نے درخواست کی کہ میرے لئے دعا کریں۔ میں دیکھ رہا تھا ادھر انہوں نے دعا کی اِدھر اس کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔

یحییٰ بن یحییٰ اندلسی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس مجلس میں بیٹھے تھے کہ ابن مبارک آئے تو امام مالک نے ہٹ کر اُن کو اپنے نزدیک جگہ دی۔ ایک شخص حدیث پڑھ رہا تھا تو بعض بعض مقام پر امام مالک ابن مبارک سے پوچھتے تھے کہ اس باب میں تمہارے پاس کیا ہے؟ اور وہ دبی آواز میں جواب دیتے تھے۔ جب مجلس برخاست ہوئی تو امام مالک نے اُن کے ادب پر تعجب ظاہر کیا اور فرمایا کہ ابن

مبارک خراسان کے فقیہ ہیں۔

اور خلیل رحمہ اللہ نے ارشاد میں کہا ہے کہ ابن مبارک متفق علیہ امام ہیں۔ اور اُن کی کرامتیں بے شمار ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ابن مبارک ابدال میں سے تھے۔

حسن بن عرفہ کہتے ہیں کہ شام میں اُنہوں نے کسی سے ایک قلم مستعار لیا تھا جب خراسان پہنچے تو یاد آیا کہ وہ قلم مالک کو نہیں دیا ساتھ آ گیا ہے۔ تو صرف قلم واپس کرنے کی غرض سے پھر شام کو تشریف لائے اور اُس شخص کو قلم دیا۔

امام نسائی کہتے ہیں ہم نہیں جانتے کہ ابن مبارک کے زمانہ میں اُن سے زیادہ بزرگ اور اعلیٰ درجہ والا اور تمام صفات حمیدہ کا جامع کوئی اور شخص موجود تھا۔

امام نووی نے ''تہذیب الاسماء واللغات'' میں عبداللہ بن مبارک کا ذکر ان الفاظ سے کیا ہے:

''وہ امام جس کی امامت وجلالت پر ہر باب میں عموماً اجماع کیا گیا ہے۔ جس کے ذکر سے خدا کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ جس کی محبت سے خدا کی مغفرت کی امید کی جاسکتی ہے''۔

تاریخ ابن خلکان میں ہے کہ ایک مرتبہ خلیفہ ہارون رشید کا رقہ جانا ہوا۔ انہیں ایام میں حضرت عبداللہ بن مبارک بھی رقہ تشریف لے گئے۔ آپ کے آنے کی جو خبر مشہور ہوئی تو چاروں طرف سے لوگ دوڑے اور اس قدر ہجوم ہوا کہ لوگوں کی جوتیاں ٹوٹ گئیں۔ ہزار ہا مسلمان ساتھ چلے ہر سمت گرد چھا گئی خلیفہ کی ایک حرم نے جو برج کے غرفہ سے یہ منظر دیکھ رہی تھی متحیر ہو کر پوچھا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا خراسان کے عالم آئے ہیں جن کا نام نامی عبداللہ بن مبارک ہے۔ تو وہ بولی حقیقت میں سلطنت اس کا نام ہے۔ ہارون رشید کی حکومت کیا حکومت ہے کہ جب تک پولیس اور سپاہی نہ ہوں ایک شخص بھی حاضر نہیں ہو سکتا۔

حضرت امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ اور دیگر حضرات کے فرامین سے یہ ظاہر ہوا کہ حضرت عبداللہ بن مبارک امام وقت اور افضل المحدثین تھے۔ اور قریب قریب سب حدیثیں

اُن کو از بر تھیں۔ باوجود اس مرتبہ اور تبحر علمی کے اس بات کے قائل تھے کہ ہر محدث وائمہ حدیث حضرت سیدنا امام اعظم کے غلام کی جانب محتاج ہے۔ اور خود اس مضمون کو عملی جامہ پہنا کر محدثین کرام نے ذہن نشین کر دیا کہ تحصیل حدیث کے بعد ساری عمر حضرت سیدنا امام ہمام کی خدمت گرامی مرتبت میں رہے جیسا کہ بستان المحدثین'' وغیرہ میں ہے۔ اور امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے انتقال کا اُن کو بڑا صدمہ ہوا چنانچہ حضرت امام صاحب کی قبر پر جاتے اور زار زار روتے اور کہتے کہ خدا آپ پر رحمت نازل کرے۔ ابراہیم نخعی اور حماد ابن سلیمان نے اپنے بعد خلف چھوڑا تھا اور آپ نے اپنے بعد خلف نہیں چھوڑا۔ یعنی دنیا میں کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو آپ کی قائم مقامی کر سکے۔

(۳) حضرت مقری:

''تذکرۃ الحفاظ'' میں ان القاب سے ان کے ترجمہ کی ابتدا کی ہے۔''الامام المحدث شیخ الاسلام ابو عبدالرحمٰن''۔ اور لکھا ہے کہ اُنہوں نے ابن عون اور ابو حنیفہ اور کہمس اور شعبہ اور عبدالرحمان افریقی اور سعید بن ابی ایوب اور حرملہ ابن عمران اور یحییٰ بن ایوب اور ان کے طبقہ سے روایت کی ہے اور ان سے بخاری وغیرہ نے روایت کی ہے۔

''تہذیب التہذیب'' میں ہے کہ ابو حاتم اور امام نسائی نے اُن کی توثیق کی ہے۔ اور عبداللہ بن مبارک سے جب اُن کا حال دریافت کیا جاتا تو فرماتے''زر زدہ'' یعنی زر خالص۔

اور ابن سعد نے کہا ہے کہ اُن کو حدیثیں بہت یاد تھیں اور کمال محبت میں حضرت سیدنا امام اعظم کو شاہ مردان کہا کرتے تھے۔

''تذکرۃ الحفاظ'' اور ''تبییض الصحیفہ'' میں ہے کہ وہ حضرت سیدنا امام اعظم کے شاگرد تھے۔

(۴) حضرت وکیع ابن الجراح رحمہ اللہ تعالیٰ:

''تذکرۃ الحفاظ'' میں ان کا مبارک ذکر ان لفظوں سے شروع کیا ہے'' الامام الحافظ الثبت محدث العراق''۔ اور لکھا ہے کہ انہوں نے ہشام ابن عروہ اور اعمش اور اسمٰعیل بن ابی

خالد اور ابن عون اور ابن جریج اور سفیان اور اوزاعی اور خلق کثیر سے حدیث کی روایت کی ہے۔ اور امام احمد وغیرہ دیگر محدثین کے استاد ہیں۔

حضرت امام احمد فرماتے ہیں جامعیت علم اور حافظہ میں ان سے زیادہ کوئی شخص میں نے نہ دیکھا۔ اور یحییٰ کہتے ہیں اُن سے افضل میں نے نہیں دیکھا۔

ابراہیم ابن شماس کا قول ہے کہ اگر مجھے تمنا ہے تو ان امور کی ابن مبارک کی عقل اور وکیع کا حفظ اور عیسیٰ بن یونس کا خشوع۔

اور مروان بن محمد فرمایا کرتے تھے کہ جس شخص کی بھی میں نے تعریف وتوصیف سنی جب دیکھا تو ایسا نہ پایا۔ سوائے وکیع کے کہ اُن کے جتنے اوصاف سنے اُس سے زیادہ دیکھے۔

اور ابن عمارہ کہتے ہیں کہ وکیع کے زمانہ میں ان سے زیادہ فقہ اور حدیث کو جاننے والا کوفہ میں کوئی شخص نہ تھا۔

امام احمد فرماتے ہیں میری آنکھوں نے وکیع کا مثل کبھی نہیں دیکھا کہ جو حافظ حدیث ہو۔ اور ورع اور اجتہاد کے ساتھ فقہ میں کلام کرے۔

امام نووی نے "تہذیب الاسماء واللغات" میں لکھا ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ جب حضرت وکیع سے کسی حدیث کی روایت کرتے تو ان لفظوں سے شروع کرتے:

"یہ حدیث مجھے اس شخص نے روایت کی ہے جس کا مثل تیری آنکھوں نے نہیں دیکھا"۔

یحییٰ بن معین جو فن رجال کے ایک رکن رکین سمجھے جاتے ہیں وہ کہتے ہیں میں نے کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا جسے حضرت وکیع پر ترجیح دوں۔

اور خطیب بغداد نے تاریخ میں لکھا ہے کہ وکیع حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ کے قول پر فتویٰ دیا کرتے تھے۔ اور یقیناً انہوں نے بہت کچھ استفادہ اور استفاضہ حضرت سیدنا امام اعظم سے کیا۔

معلوم ہوا کہ یہ امام کے مقلد بھی ہیں۔

"تہذیب الکمال" اور "تبییض الصحیفہ" اور "الخیرات الحسان" میں ہے کہ وہ حضرت امام صاحب کے شاگرد ہیں۔

(۵) یزید بن ھارون:

"تذکرۃ الحفاظ" میں اُن کا ترجمہ یوں شروع کیا ہے: "الحافظ القدوۃ الشیخ الاسلام"۔ اور لکھا ہے کہ انھوں نے عاصم احوال اور یحییٰ بن سعید اور سلیمان التیمی اور جریری اور داؤد بن ابی ہند اور ابن عون اور خلق کثیر سے روایت کی ہے اور ان کے شاگرد امام احمد وغیرہ بہت ہیں۔

ابن مدین کہتے ہیں کہ حفظ میں کسی کو ان سے زیادہ میں نے نہیں دیکھا۔

اور یحییٰ ابن یحییٰ کہتے ہیں کہ وہ حافظہ میں وکیع سے بھی زیادہ تھے۔

اور عاصم بن علی کہتے ہیں کہ وہ رات بھر نماز پڑھتے رہتے تھے۔ چالیس برس سے زیادہ انھوں نے عشا کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی۔

ھشیم کہتے ہیں کہ اہل مصر میں اُن کا مثل نہیں۔

اور ابن اکثم کا بیان ہے کہ ایک بار مامون نے ہم لوگوں سے کہا کہ اگر یزید بن ہارون کا خیال نہ ہوتا تو میں اپنے اس خیال کو ظاہر کرتا کہ "قرآن مخلوق ہے"۔ کسی نے کہا کہ یزید بن ہارون ایسے کون ہیں جو اُن سے خوف کیا جاتا ہے۔ مامون نے کہا خوف یہ ہے کہ اگر میں اُسے ظاہر کروں اور وہ رد کریں تو لوگ اُنہی کی پیروی کریں گے۔ جس سے فتنہ برپا ہوگا۔ یہ ہے سطوت وصولت علمی اور ہیبت خداداد کہ خلیفہ وقت صرف اُن کے خوف سے اس مسئلہ کو چھپائے رہا، ظاہر نہ کرسکا۔ باوجود اس شان کے حضرت سیدنا امام اعظم کو اپنے تمام اساتذہ پر ترجیح دیتے اور کھلم کھلا فرمایا کرتے تھے کہ ابو حنیفہ کا مثل بہت تلاش کیا مگر نہ ملا۔

نووی نے اُن کے تلامذہ کی نسبت "تہذیب الاسمار واللغات" میں لکھا ہے کہ ان کا شمار نہیں ہوسکتا۔

اور یحییٰ بن ابی طالب کا بیان ہے کہ ایک بار میں ان کے حلقہ درس میں شریک تھا لوگ اندازہ کرتے تھے کہ حاضرین کی تعداد ستر ہزار کم وبیش تھی اور کثرت حدیث میں لوگ ان کی مثال دیا کرتے تھے۔

"تذکرۃ الحفاظ" اور "تبییض الصحیفہ" میں لکھا ہے کہ وہ حضرت امام اعظم کے شاگرد تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۶) ابو عاصم الضحاک النبیل:

"تذکرۃ الحفاظ" میں ان کا بیان ان لفظوں سے شروع کیا ہے: "الحافظ شیخ الاسلام"۔

"تہذیب التہذیب" میں ہے کہ انہوں نے یزید بن ابی عبیدہ اور ایمن بن نابل اور شبیب بن بشر اور سلیمان تیمی اور ابن عون و ابن جریج و اوزاعی و مالک بن انس وغیرہم ایک جماعت کثیر سے روایت کی اور ان سے جریر بن حازم اور امام احمد وغیرہم نے روایت کی۔

"تہذیب الکمال" اور "تبییض الصحیفہ" میں ہے کہ وہ حضرت امام اعظم کے شاگرد تھے۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۷) حفص ابن غیاث رحمہ اللہ:

"تذکرۃ الحفاظ" میں اُن کو امام الحافظ لکھا ہے۔"تہذیب التہذیب" میں ہے کہ انہوں نے اپنے دادا طلق بن معاویہ اور اسمٰعیل بن ابی خالد اور ہشام بن عروہ اور اعمش اور ثوری اور جعفر صادق اور ابن جریج وغیرہم خلق کثیر سے روایت کی ہے۔اور ان سے امام احمد وغیرہم نے روایت کی اور ان کے علم کا حال لکھا ہے کہ وکیع سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تو وہ حفص بن غیاث پر حوالہ دیتے۔

ابن نمیر کہتے ہیں کہ وہ ابن ادریس سے بھی زیادہ حدیث جانتے ہیں۔

کردری نے ان کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت امام صاحب سے ان کی کتابیں اور آثار سُنے ہیں۔

خطیب بغدادی نے ان کو کثیر الحدیث لکھا ہے۔اور "مختصر تاریخ بغداد" میں ان کی نسبت لکھا ہے کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے مشہور شاگردوں میں ہیں۔

(۸) یحییٰ ابن ذکریا ابن ابی زائدہ:

"تذکرۃ الحفاظ" میں ان کے حالات یوں شروع کئے۔

"الحافظ الثبت المتقن الفقیہ صاحب ابی حنیفہ"۔

اور لکھا ہے کہ وہ اپنے والد زکریا اور عاصم احوال اور داؤد بن ابی ہند اور ہشام بن عروہ اور عبید اللہ ابن عمر اور لیث ابن ابی سلیم اور ابو مالک اشجعی سے روایت کرتے ہیں اور ان

سے امام احمد وغیرہم نے روایت کی۔ اور وہ امام اور صاحب تصانیف تھے۔

علی ابن مدین نے کہا ہے کہ کوفہ میں سفیان ثوری کے بعد یحییٰ بن زکریا سے اثبت کوئی نہ تھا۔ اُن کے زمانہ میں اُن پر علم کا خاتمہ ہو گیا۔ یعنی اس وقت ان سے زیادہ علم والا کوئی نہ تھا۔

سفیان ابن عیینہ کہتے ہیں کہ ابن مبارک اور یحییٰ بن ابی زائدہ۔ جیسا کوئی شخص ہمارے یہاں نہیں آیا۔ یہ تدوین فقہ میں حضرت سیدنا امام اعظم کے شریک کار تھے۔

امام طحاوی نے لکھا کہ تیس برس تک وہ شریک تھے۔ اگرچہ اس مدت میں کلام ہے لیکن بلاشبہ تدوین فقہ میں حضرت امام کے ساتھ بہت مدت تک کام کرتے رہے۔ اور خصوصیت کے ساتھ تصنیف وتحریر کی خدمت ان سے متعلق تھی۔ وہ امام صاحب کے شاگرد تھے۔

''تذکرۃ الحفاظ'' میں علامہ ذہبی نے صاحب ابی حنیفہ کے لقب سے ان کو یاد کیا۔

(۹) جعفر بن عون:

''تہذیب التہذیب'' میں ہے کہ انہوں نے اسمٰعیل بن خالد اور ابراہیم بن مسلم ہجری واعمش وہشام بن عروہ ویحییٰ بن سعید مسعودی وابوالعمیس وعبدالرحمان بن زیاد اور ایک جماعت سے روایت کی اور ان سے امام احمد وغیرہم نے روایت کی اور جعفر بن عوف کی روایتیں صحاح ستہ بخاری وغیرہ میں موجود ہیں۔

''تہذیب الکمال'' اور ''تبییض'' اور ''الخیرات الحسان'' میں ہے کہ وہ حضرت امام اعظم کے شاگرد ہیں۔

(۱۰) اسحٰق بن یوسف ارزق رحمہ اللہ تعالیٰ:

''تذکرۃ الحفاظ'' میں ان کو ''الحافظ الثقہ'' لکھا ہے۔ ''تہذیب التہذیب'' میں ہے کہ انہوں نے ابن عون واعمش وشریک ثوری ومسعر وعمر بن ذر وعوف وغیرہم سے روایت حدیث کی ہے۔ اور ان سے امام احمد وغیرہم نے۔ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے ان کا حال دریافت کیا گیا تو انہوں نے قسم کھا کر فرمایا وہ ثقہ ہیں۔ اسی طرح اور ائمۂ فن نے ان کی توثیق کی ہے۔ اور صحاح ستہ میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔ یعنی بخاری ومسلم وغیرہ ان کے شاگردوں میں ہیں۔

''تہذیب الکمال'' اور ''تبییض'' میں ہے کہ وہ حضرت امام ہمام کے شاگرد ہیں۔

(۱۱) عبد الرزاق بن ھمام:

"تذکرۃ الحافظ" میں ان کو "الحافظ الکبیر" لکھا ہے۔ "تہذیب التہذیب" میں ہے کہ انہوں نے اپنے والد اور وہب و معمر و عبید اللہ ابن عمر العمری و عبد اللہ بن عمر عمری و ایمن بن نابل و عکرمہ بن عماد و ابن جریج و اوزاعی و مالک اور سفیان ثوری و سفیان بن عیینہ و ذکریہ بن اسحٰق مکی و جعفر بن سلیمان و یونس بن سلیم و صبغانی و ابن ابی رواد و اسرائیل و اسمٰعیل بن عیاش و غیرہم خلق کثیر سے روایت کی ہے۔ اور ان سے ابن عیینہ اور وکیع وغیرہ نے۔

احمد بن صالح مصری فرماتے ہیں میں نے حضرت امام احمد سے پوچھا کیا آپ نے عبد الرزاق سے بہتر بھی کسی کو روایت حدیث میں دیکھا ہے فرمایا نہیں۔

حضرت معمر کہتے ہیں کہ اس لائق ہیں کہ تحصیل حدیث کے لئے مسافت بعیدہ سے ان کی طرف کیا سفر جائے۔

ہشام بن یوسف کہتے ہیں کہ عبد الرزاق علم اور حفظ میں ہم سے بڑھے ہوئے ہیں اور ابو الازہر کا قول ہے کہ میں نے ان سے سنا ہے کہتے تھے کہ شیخین کو میں علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر اس لئے فضیلت دیتا ہوں کہ خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ان کو اپنے آپ پر فضیلت دی ہے۔ اگر وہ فضیلت نہ دیتے تو میں ہرگز ہرگز فضیلت نہ دیتا۔ میری تحقیر کے لئے یہ کافی ہوگا کہ حضرت علی کے ساتھ محبت کروں۔ مگر ان کے قول کی مخالفت کروں۔

اس تقریر سے ظاہر ہو گیا کہ ان کی طرف جو شیعیت کی نسبت کی جاتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے ساتھ محبت ان کو زیادہ تھی۔ مگر شیعی بھی وہ جو حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو افضل اعتقاد رکھنے والے۔ حدیث میں ان کی ایک ضخیم تصنیف موجود ہے۔ اور امام بخاری نے اعتراف کیا ہے کہ میں اس کتاب سے مستفید ہوا ہوں۔

علامہ ذہبی نے "میزان الاعتدال" میں اس کتاب کی نسبت لکھا ہے کہ علم کا خزانہ ہے اور عقود الجمان کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت سیدنا امام اعظم کی خدمت و صحبت میں وہ بہت زیادہ رہے ہیں اور صحاح ستہ میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔

"تہذیب الکمال" اور "تبییض" میں ہے کہ وہ حضرت سیدنا امام ہمام کے شاگرد ہیں۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

[۱۲] حارث بن نبہان :

''تہذیب التہذیب'' میں ہے انہوں نے ابواسحٰق اور عاصم بن ابی النجود واعمش وعتبہ بن یقظان وایوب ومعمر وغیرہم سے روایت کی ہے۔ ابن حبان نے لکھا ہے کہ وہ صالح شخص تھے مگر وہم ان پر غالب تھا۔ اگرچہ بعض محدثین کرام نے ان میں کلام کیا ہے۔ مگر ترمذی اور ابن ماجہ میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔

''تہذیب الکمال'' اور ''تہذیب التہذیب'' اور ''تبییض'' میں لکھا ہے کہ وہ حضرت امام اعظم کے شاگرد ہیں۔

[۱۳] یحییٰ بن سعید قطان :

''تذکرۃ الحفاظ'' میں ان القاب سے ان کے ترجمہ کی ابتدا کی ہے ''الامام العلم سید الحفاظ'' نیز یہ کہ انہوں نے ہشام بن عروہ وعطابن السائب وحسین المعلم وخثیمہ ابن اعراک و حمید الطویل وسلیمان تیمی ویحییٰ بن سعید انصاری واعمش اوران کے طبقہ سے روایت کی ہے۔ اوران سے امام احمد وغیرہم نے۔ حضرت امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے یحییٰ کا مثل اپنی آنکھوں سے کبھی نہیں دیکھا۔

اور ابن معین کہتے ہیں۔ مجھ سے عبدالرحمٰن نے کہا کہ یحییٰ بن قطان کا مثل تم اپنی آنکھوں سے نہ دیکھو گے۔

اور ابن مدینی فرماتے ہیں کہ ان سے زیادہ رجال کے علم والا میں نے نہیں دیکھا۔ اور ابن معین کا قول ہے کہ بیس سال تک وہ ہر رات میں ایک قرآن کریم ختم کیا کرتے تھے۔ اور قرآن کریم سنتے تو خوف وخشیت الٰہی سے زمین پر گرجاتے۔

امام نسائی کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی حدیثوں پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ حضرات امین ہیں۔ مالک اور شعبہ اور یحییٰ قطان۔ حضرت امام احمد فرماتے ہیں ہمارے استادوں میں یحییٰ کا مثل کوئی نہ تھا۔

''مناقب'' میں امام موفق نے لکھا ہے کہ یحییٰ بن سعید قطان قسم کھا کر فرماتے ہیں

کہ ہم نے ابوحنیفہ کی رائے سنی ہے۔ اور ان میں سے اکثر اقوال ابوحنیفہ کو میں نے لیا ہے۔ یعنی فقہ حنفی پر فتویٰ دیتا ہوں۔

''تذکرۃ الحفاظ'' میں حضرت وکیع کے ترجمہ میں ہے کہ وہ اور یحییٰ بن سعید قطان سیدنا امام ابوحنیفہ کے قول پر فتوے دیا کرتے تھے۔ معلوم ہوا کہ شاگردوں کے ساتھ ساتھ مقلد اور حنفی تھے۔

[۱۴] حماد بن دُلیل:

''خلاصہ'' میں لکھا ہے کہ انہوں نے ثوری سے روایت کی ہے اور ابن معین نے ان کی توثیق کی ہے اور ان کی روایت ابوداؤد میں موجود ہے اور وہ حضرت امام اعظم کے شاگرد ہیں۔

[۱۵] حیان بن علی الغتری:

''تہذیب التہذیب'' میں لکھا ہے کہ انہوں نے اعمش اور سہیل بن ابی صالح اور ابن عجلان اور لیث ابن ابی سلیم اور عقیل ابن خالد ایلی اور عبدالملک ابن عمیر اور جعفر بن ابی المغیرہ اور یزید بن ابی زیاد اور یونس بن یزید وغیرہم سے روایت کی ہے اور ان سے عبداللہ ابن مبارک وغیرہ نے روایت کی اگرچہ بعض محدثین نے ان میں کلام کیا ہے۔ مگر یحیٰی بن معین نے کہا ہے وہ صدوق ہیں۔ ابوبکر خطیب کا قول ہے کہ وہ صالح اور دیندار تھے۔ حجر ابن عبدالجبار کہتے ہیں کہ میں نے کوفہ میں فقیہ ان سے افضل کوئی نہ دیکھا۔ ابن ماجہ میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔

''تہذیب الکمال'' اور ''تبییض'' میں ہے وہ حضرت امام اعظم کے شاگرد ہیں۔

[۱۶] حفص بن عبدالرحمان بلخی:

''تہذیب التہذیب'' میں ہے کہ انہوں نے خارجہ بن مصعب اور حجاج بن ارطاۃ واسرائیل وسعید بن ابی عروبہ وعاصم احول ومحمد بن مسلم طائفی اور ابن ابی ذئب وابواسحٰق وغیرہم سے روایت کی ہے۔ اور ان سے ابوداؤد طائی اور ابن مبارک وغیرہ نے اور ابن حسان وغیرہ نے ان کی توثیق کی ہے۔ اور ابن مبارک فرماتے ہیں کہ تین خصلتیں ان میں جمع ہیں وقار، فقہ اور

ورع۔نسائی میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔ حاکم نے لکھا ہے کہ اصحاب ابوحنیفہ جو خراسان کے ہیں ان میں وہ افقہ تھے۔یعنی بہت زیادہ فقہ جاننے والے تھے۔

''تہذیب الکمال'' اور ''تہذیب التہذیب'' اور ''تبیض'' میں لکھا ہے وہ حضرت سیدنا امام اعظم کے شاگرد ہیں۔

(۱۷) حکام بن مسلم رازی:

''تہذیب التہذیب'' میں لکھا ہے کہ انہوں نے عنبسہ ابن سعید وعمرو بن ابی قیس وسعید بن سابق وغیرہ اہل رائے سے اور حمید الطویل وعلی بن عبدالاعلی وعفان بن زائدہ وثوری اور ایک جماعت سے روایت کی ہے۔اوران سے یحییٰ بن معین وغیرہ نے روایت کی۔ مسلم وغیرہ میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔

''تہذیب الکمال'' اور ''تبیض'' میں ہے وہ حضرت امام اعظم کے شاگرد ہیں۔

(۱۸) حمزہ بن حبیب زیات قاری:

''تہذیب التہذیب'' میں لکھا ہے کہ انہوں نے ابواسحٰق سبیعی اور ابواسحٰق شیبانی اوراعمش وعدی بن ثابت وحکم بن عتیقہ وحبیب بن ابی ثابت ومنصور بن المعتمر وابوالمختار طائی اوران کے سوا ایک جماعت سے روایت کی ہے۔اوران سے عبداللہ بن مبارک وغیرہ نے۔

اورابن سعد کہتے ہیں کہ وہ صالح اور صدوق اور صاحب سنت تھے۔

ابن فضیل کہتے ہیں کہ میں خیال کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ صرف حمزہ کے طفیل سے کوفہ کی بلائیں رفع فرماتا ہے۔اگرچہ ان کی قرأت پر محدثین کا کلام اُس میں نقل کیا ہے۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ بالآخران کی مقبولیت بالاجماع ثابت ہوگئی ہے۔مسلم وغیرہ میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔

''تہذیب الکمال'' اور ''تبیض الصحیفہ'' میں ہے کہ وہ حضرت امام صاحب کے شاگرد ہیں۔

(۱۹) خارجہ بن مصعب ضبیعی:

''تہذیب التہذیب'' میں ہے کہ آپ نے زید بن اسلم اور سہیل بن ابی صالح اور ابو

حازم اور سلمہ ابن دینار اور بکیر بن اشبع اور خالد خداء اور شریک بن ابی نمیر اور عاصم احول اور عمرو بن دینار اور امام مالک بن انس اور یونس بن یزید اور یونس بن عبید وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ سے اور خلق کثیر سے روایت کی ہے۔ اور ان سے ثوری وغیرہ نے روایت کی۔ اگرچہ بعض محدثین نے ان میں کلام کیا ہے۔ مگر ترمذی اور ابن ماجہ میں اُن کی روایتیں موجود ہیں۔

''تہذیب الکمال'' اور ''تبییض الصحیفہ'' میں ہے کہ وہ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد ہیں۔

[۲۰] داؤد بن نصیر طائی:

''تہذیب التہذیب'' میں لکھا ہے کہ انہوں نے عبد الملک بن عمیر اور اسمٰعیل بن خالد اور حمید الطویل اور سعید بن سعید انصاری اور ابن ابی لیلیٰ اور اعمش وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ سے روایت کی اور ان سے وکیع وغیرہ نے روایت کی۔ ابن عیینہ کہتے ہیں کہ داؤد نے علم پڑھا اور فقیہ ہوئے۔ پھر عبادت کی طرف توجہ دی۔ ابوداؤد کہتے ہیں کہ داؤد طائی نے اپنی کتابوں کو دفن کر دیا۔ ابن معین کہتے ہیں کہ وہ ثقہ تھے۔ اور ابن حبان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے۔ اور محارب بن دثار کا قول ہے کہ اگر داؤد طائی امم سابقہ میں ہوتے تو اللہ تعالیٰ ان کے حالات کی خبر ہم لوگوں کو دیتا۔ نسائی میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔

''تہذیب الکمال'' اور ''تبییض الصحیفہ'' میں ہے کہ وہ حضرت سیدنا امام اعظم کے شاگرد ہیں۔

[۲۱] زید حباب عکلی:

''تہذیب التہذیب'' میں ہے کہ انہوں نے ایمن بن نابل اور عکرمہ بن عمار یامی اور ابراہیم بن نافع مکی اور ابن ابی عباس اور حسین بن الواقد مروزی اور یونس بن ابی اسحٰق اور سیف بن سلیمان ملکی اور عبد الملک بن ربیع اور اسامہ بن زید بن اسلم اور اسامہ بن زید لیثی اور مالک بن انس اور ثوری اور ابن ابی ذئب اور قرۃ ابن خالد اور افلح بن سعید اور ضحاک بن عثمان حزامی اور عبد العزیز بن عبد اللہ اور معاویہ بن صالح اور یحییٰ بن ایوب اور خلق کثیر سے روایت کی ہے۔ اور ان سے امام احمد وغیرہ نے روایت کی۔ وہ تحصیل حدیث کیلئے خراسان و مصر و اندلس

وغیرہ گئے۔

ابوالحسین عکلی کہتے ہیں کہ وہ ذکی اور حافظ اور عالم تھے۔ابن یونس نے کہا ہے کہ انہوں نے طلب حدیث میں بہت شہروں کی سیاحت کی ہے۔مسلم وغیرہ میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔

''تہذیب الکمال'' اور ''تبییض'' میں ہے کہ وہ حضرت سیدنا امام اعظم کے شاگرد ہیں۔

[۲۲] شعیب بن اسحاق بن عبدالرحمان دمشقی:

''تہذیب التہذیب'' میں لکھا ہے کہ انہوں نے اپنے والد ابن جریج اور اوزاعی اور سعید بن عروبہ اور عبیداللہ بن عمر اور ہشام بن عروہ وغیرہم سے روایت کی۔اور ان سے اسحٰق بن راہویہ اور ابوکریب نے روایت کی اور باوجودیکہ لیث بن سعد ان کے استاد ہیں۔مگر ان سے بھی انہوں نے روایت کی ہے۔

ولید بن مسلم کہتے کہ اوزاعی ان کو اپنے نزدیک جگہ دیتے تھے۔

''تہذیب الکمال'' اور ''تبییض'' میں ہے کہ وہ حضرت سیدنا امام اعظم کے شاگرد ہیں۔

اور ''تہذیب التہذیب'' میں شاگردی کے علاوہ یہ بھی وضاحت کی ہے کہ انہوں نے حضرت امام اعظم کا مذہب اختیار کیا تھا یعنی حنفی تھے۔بخاری اور مسلم وغیرہ میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔

[۲۳] صباح ابن محارب:

''تہذیب التہذیب'' میں ہے کہ انہوں نے زیاد بن علاقہ وحجاج ارطاۃ واسمٰعیل بن ابی خالد ومحمد بن سوقہ وہشام بن عروہ وغیرہم سے روایت کی ہے۔اور ان سے عبدالسلام بن عاصم وغیرہ نے۔

ابوزرعہ وغیرہ نے ان کی توثیق کی ہے اور ابن ماجہ میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔

''تہذیب الکمال'' اور ''تہذیب التہذیب'' اور ''تبییض'' میں ہے وہ حضرت امام اعظم کے شاگرد ہیں۔

[۲۴] صلت بن حجاج کوفی:

"تہذیب التہذیب" میں ہے کہ انہوں نے عطار بن ابن رباح اور یحییٰ کندی اور ابن عیینہ اور مجالد بن سعید وغیرہم سے روایت کی ہے اور ان سے اہل کوفہ نے روایت کی۔ امام بخاری نے بھی اُن کی روایت لی ہے۔ اور ان پر کوئی جرح نہیں کی ہے۔

"تہذیب الکمال" اور "تبییض الصحیفہ" میں ہے وہ حضرت سیدنا امام اعظم کے شاگرد ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

[۲۵] عائذ ابن حبیب عیسیٰ:

"تہذیب التہذیب" میں ہے کہ انہوں نے حمید الطویل و زرارہ بن اعین وحجاج بن ارطاۃ وصالح بن حسان وعامر ابن السمط و اسمٰعیل بن ابی خالد وغیرہم سے روایت کی ہے اور ان سے امام احمد وغیرہم نے حضرت امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ ان کی مدح وثنا بہت کیا کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ وہ شیخ جلیل وعاقل تھے۔ اور ان کی روایتیں نسائی اور ابن ماجہ میں موجود ہیں۔

"تہذیب الکمال" اور "تبییض" اور "تہذیب التہذیب" میں ہے کہ وہ حضرت سیدنا امام اعظم کے شاگرد ہیں۔

[۲۶] عباد ابن العوام:

"تذکرۃ الحفاظ" میں ان امام المحدث کے لقب کے ساتھ لکھا ہے اور "تہذیب التہذیب" میں ہے کہ انہوں نے حمید الطویل اور اسمٰعیل بن ابی خالد اور سعید جریری اور ابو سلمہ سعید بن یزید اور ابن عون اور عوف اعرابی اور حجاج بن ارطاۃ اور حصین بن عبدالرحمٰن اور سعید بن عروبہ اور سفیان بن حسین اور ہلال بن خباب اور یحییٰ بن اسحٰق حضرمی اور ابو مالک اشجعی اور ابو اسحٰق شیبانی وغیرہم سے روایت کی اور ان سے حضرت امام احمد وغیرہ نے اور ابن عرفہ کہتے ہیں مجھ سے وکیع نے عباد ابن عوام کا حال پوچھا میں نے کہا تمہارے یہاں ان کا جیسا ایک بھی نہیں ہے۔ ساری صحاح ستہ میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔ "تہذیب الکمال" اور "تبییض" اور "الخیرات الحسان" میں ہے وہ حضرت امام اعظم کے شاگرد ہیں۔

[۲۷] عبد الحمید ابن عبد الرحمان حمانی:

''تہذیب التہذیب'' میں ہے انہوں نے یزید بن ابی بریدہ اور اعمش اور سفیان ثوری اور سفیان ابن عیینہ اور ایک جماعت سے روایت کی اور ان سے ابوکریب وغیرہ نے روایت کی اور بخاری و مسلم میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔ ''تہذیب الکمال'' اور ''تہذیب التہذیب'' اور ''تبییض'' میں ہے وہ حضرت امام اعظم کے شاگرد ہیں۔

[۲۸] عبید اللہ بن عمرو رقی:

''تذکرۃ الحفاظ'' میں ان کو ''الامام الحافظ مفتی الجزیرۃ'' لکھا ہے اور ''تہذیب التہذیب'' میں ہے۔ انہوں نے عبد الملک بن عمیر اور عبید اللہ بن محمد اور یحییٰ بن سعید انصاری اور اعمش اور ایوب اور لیث بن سلیم اور معمر اور ثوری اور ابن ابی انیسہ اور اسحٰق بن راشد وغیرہم سے روایت کی اور ان سے علی بن حجر وغیرہ نے روایت کی ابن سعد کہتے ہیں وہ کثیر الحدیث تھے۔ یعنی بہت حدیثیں یاد تھیں۔ اور فتوی میں کوئی ان سے منازعت جھگڑا نہیں کرسکتا تھا۔

''خلاصہ'' میں ہے کہ ان کی روایتیں جملہ صحاح ستہ میں موجود ہیں۔

''تہذیب الکمال'' اور ''تبییض الصحیفہ'' میں ہے وہ حضرت امامنا امام اعظم کے شاگرد ہیں۔

[۲۹] عبد العزیز ابن خالد بن زیاد ترمذی:

''تہذیب التہذیب'' میں ہے انہوں نے اپنے والد اور ابوسعد بقال اور سعید بن ابی عروبہ اور ابن جریج اور سفیان ثوری اور ہشام بن حسان اور حجاج بن ارطاۃ سے روایت کی اور ان سے احمد بن حجاج وغیرہ نے روایت کی۔ اور نسائی میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔

''تہذیب الکمال'' اور ''تہذیب التہذیب'' اور ''تبییض'' میں ہے وہ حضرت امام اعظم کے شاگرد ہیں۔

[۳۰] عبد الکریم محمد بن جرجانی:

''تہذیب التہذیب'' میں ہے انہوں نے قیس بن ربیع اور عبد الرحمٰن بن سلیمان اور زہیر ابن معاویہ اور مسعودی اور ابن جریج وغیرہم سے روایت کی اور اُن سے حضرت امام

محمد شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ وغیرہم نے۔ابن حبان نے ان کو ثقات میں لکھا ہے۔اور ترمذی میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔

''تہذیب الکمال'' اور ''تہذیب التہذیب'' اور ''تبییض'' میں ہے وہ حضرت سیدنا امام اعظم کے شاگرد ہیں۔

(۳۱) عبد العزیز بن ابی رواد:

''تہذیب التہذیب'' میں ہے۔انہوں نے عکرمہ اور سالم بن عبداللہ اور نافع اور محمد بن زیاد جمعی اور ابو سلمیٰ حمصی اور اسماعیل بن امیہ اور ضحاک بن مزاحم وغیرہ سے روایت کی ہے۔اوران سے وکیع وغیرہ نے۔ابن مبارک فرماتے ہیں کہ اکثر ان کی یہ حالت رہتی تھی کہ باتیں کرتے اور خوف الٰہی سے اشک ان کے رخساروں پر جاری رہتے تھے۔شعیب ابن حرب کہتے ہیں کہ ان کو دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا کہ قیامت کا منظر ان کے سامنے ہے۔ان کی روایتیں بخاری وغیرہ میں موجود ہیں ۔

''تہذیب الکمال'' اور ''تبییض الصحیفہ'' میں ہے وہ حضرت امام اعظم کے شاگرد ہیں۔

(۳۲) عبید اللہ بن موسیٰ:

''تہذیب التہذیب'' میں ہے انہوں نے اسمٰعیل بن ابی خالد وہشام بن عروہ وایمن بن نابل ومعروف بن خربوذ واعمش وہارون بن سلیمان فرأ ومحمد بن عبدالرحمٰن وثوری وحسن بن صالح ویونس بن ابی اسحٰق واوزاعی وابن جریج وعثمان بن اسود واسرائیل وحنظلہ بن ابی سفیان و زکریا بن ابی زائدہ وشیبان وعبدالعزیز بن سیاہ وموسیٰ بن عبدۃ اور ایک جماعت سے روایت کی ہے۔اوران سے امام بخاری وغیرہ نے۔ابوسعید کہتے ہیں کہ وہ کثیر الحدیث تھے۔''خلاصہ''میں لکھا ہے کہ کل صحاح ستہ میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔

''تہذیب الکمال'' اور ''تبییض'' میں ہے وہ حضرت امام اعظم کے شاگرد ہیں۔

(۳۳) علی ابن ظبیان کوفی:

''میزان الاعتدال''میں ہے انہوں نے اسمٰعیل بن ابی خالد سے اور ایک جماعت

سے روایت کی ہے۔اور ''خلاصہ'' میں ہے کہ وہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے استاد ہیں۔
اور ابن ماجہ میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔
''تہذیب الکمال'' اور ''تبییض'' اور ''خلاصہ'' میں ہے وہ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد ہیں۔

[۳۴] ابو نعیم فضل ابن وکین:

''تذکرۃ الحفاظ'' میں ان لفظوں سے ان کا بیان کیا ہے ''الحافظ الثبت'' اور ''خلاصہ'' میں ہے انہوں نے اعمش اور زکریا بن ابی زائدہ اور خلق کثیر سے روایت کی اور ان سے امام بخاری وغیرہ نے روایت کی۔ فیسوی کہتے ہیں محدثین کا اتفاق ہے کہ ابو نعیم اتقان میں اعلیٰ درجے پر تھے۔ ''خلاصہ'' میں ہے کہ صحاح ستہ بخاری و مسلم وغیرہ میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔
''تہذیب الکمال'' اور ''تبییض'' میں ہے وہ حضرت امام اعظم کے شاگرد ہیں۔

[۳۵] علی بن عاصم واسطی:

''تذکرۃ الحفاظ'' میں ان کے ترجمہ میں ان القاب کے ساتھ یاد کیا ہے ''مسند العراق الامام الحافظ'' انہوں نے سہیل بن ابی صالح اور عطا ابن السائب اور یزید بن ابی زیاد اور یحییٰ بکا اور بیان بن بشر اور حصین بن عبد الرحمٰن اور عبد اللہ بن عثمان اور لیث بن سلیم اور حمید الطویل سے روایت کی ہے اور ان سے حضرت امام احمد وغیرہ نے ''خلاصہ'' میں لکھا ہے۔ ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔
''تہذیب الکمال'' و ''تبییض'' میں ہے کہ وہ حضرت سیدنا امام اعظم کے شاگرد ہیں۔

[۳۶] علی بن مسہر:

''تذکرۃ الحفاظ'' میں ان کو ان القاب سے ذکر کیا ہے ''الامام الحافظ'' انہوں نے داؤد اور اسمٰعیل بن ابی خالد اور ابو مالک اشجعی اور ذکریا ابن ابی زائد اور عاصم احول اور اس طبقہ کے دیگر محدثین سے روایت کی ہے۔ اور ان سے بشر بن آدم وغیرہ نے روایت کی۔ احمد عجلی کہتے ہیں کہ وہ جامع حدیث اور فقہ اور ثقہ تھے۔ ''تہذیب التہذیب'' میں ان کو کثیر الحدیث لکھا ہے۔ ''خلاصہ'' میں ہے بخاری و مسلم ترمذی ونسائی وابوداؤد و ابن ماجہ کل صحاح

ستہ میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔
"تہذیب الکمال" اور "تبییض" میں ہے کہ وہ حضرت امام اعظم کے شاگرد ہیں۔

(۳۷) فضل بن موسیٰ سینانی:

"تہذیب التہذیب" میں ہے انہوں نے اسمٰعیل بن ابی خالد اور اعمش اور ھشام بن عروہ اور عبیداللہ بن عمر اور طلحہ اور عبداللہ بن سعید اور عبدالحمید بن جعفر اور حنظلہ بن ابی سفیان اور داؤد بن ابی ہند اور حسن بن ذکوان اور عبدالمؤمن بن خالد حنفی اور حسین بن واقد اور ابن عراک اور سعید بن عبدالطائی اور فضل بن غزوان اور ابوحمزہ انکر اور معتمر بن راشد اور یونس بن ابی اسحٰق ثوری اور شریک وغیرہ سے روایت کی ہے اور ان سے اسحٰق بن راہویہ وغیرہم نے۔ ابونعیم نے فرمایا ہے کہ فضل بن موسیٰ عبداللہ بن مبارک سے بھی اثبت ہیں۔
اور وکیع فرماتے ہیں کہ وہ صاحب السنۃ تھے۔ اسحٰق بن راہویہ کا قول ہے کہ میرے اساتذہ میں ان سے زیادہ وثوق والا اور کوئی میرے خیال میں نہیں ہے۔ "خلاصہ" میں ہے کہ تمام صحاح ستہ میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔
"تہذیب الکمال" اور "تبییض" میں ہے کہ وہ حضرت امام اعظم کے شاگرد ہیں۔

(۳۸) عبدالوارث بن سعید:

"تہذیب التہذیب" میں ہے انہوں نے عبدالعزیز بن صہیب اور شعیب بن الحجاب وابوالتیاح ویحییٰ بن اسحٰق حضرمی وسعید بن جمہان وایوب سختیانی وایوب بن موسیٰ وجعد بن عثمان وداؤد بن ابی ہند وخالد بن الحذاءُ وحسین المعلم وسعید جریری وسعید بن ابی عروبہ وسلیمان تیمی وعبداللہ بن سوادہ وعزرہ بن ثابت وعبداللہ بن نجیح وعلی بن حکم نبانی وقاسم بن مہران وقطن بن کعب خزاعی ومحمد بن حجارہ وکثیر بن شنظیر ویزید الرشک ویونس بن عبید وابوعصام بصری اور خلق کثیر سے روایت کی ہے اور ان سے سفیان ثوری وغیرہ نے روایت کی۔ اور ابوعمر جرمی کہتے ہیں کہ میں نے کسی فقیہ کو عبدالوارث بن سعید سے زیادہ فصیح نہیں دیکھا۔ اور شعبہ ان کی تعریف وتوصیف بہت کیا کرتے تھے۔ اور ان کی روایتیں کل صحاح ستہ میں موجود ہیں۔
"تہذیب الکمال" اور "تبییض الصحیفہ" میں ہے کہ وہ حضرت امام اعظم کے شاگرد ہیں۔

[۳۹] قاسم بن الحکم عرنی:

''تہذیب التہذیب'' میں ہے کہ انہوں نے سعید بن عبید طائی اور عبداللہ بن عبدالولید اور سلمہ بن نبیط اور یونس بن ابی اسحٰق وغیرہ سے روایت کی ہے اوران کی روایتیں ترمذی میں موجود ہیں۔

''تہذیب الکمال'' اور ''تہذیب التہذیب'' اور ''تبییض'' میں ہے وہ حضرت امام اعظم کے شاگرد ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

[۴۰] قاسم بن معن مسعودی:

''تہذیب التہذیب'' میں ہے کہ انہوں نے اعمش وعاصم احول وعبدالملک بن عمیرو منصور بن معتمر وطلحہ بن یحییٰ وداؤد بن ابی ہند ومحمد بن عمرو ہشام بن عروہ ویحییٰ بن سعید وعبدالرحمن مسعودی وغیرہم سے روایت کی ہے۔ اوران سے ابن مہدی وغیرہ نے روایت کی۔ نسائی وابوداؤد میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔

''تہذیب الکمال'' اور ''تبییض'' میں ہے کہ وہ حضرت امام اعظم کے شاگرد ہیں۔

[۴۱] قیس بن ربیع:

''تہذیب التہذیب'' میں ہے انہوں نے ابواسحٰق سبیعی اور مقدم بن شریح وعمرو بن مرہ وابوحفص عمران بن ابی جحیفہ وعثمان بن عبداللہ ومحمد بن حکم کاہلی وابن ابی لیلیٰ وابوہاشم رمانی واغر بن صباح وسماک بن حرب واعمش سدی واسود بن قیس ومحارب بن وثار وہشام بن عروہ اورایک جماعت سے روایت کی ہے۔ ابونعیم کہتے ہیں کہ جب سفیان ان کا ذکر کرتے تو بہت تعریف وتوصیف کرتے۔ ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔

''تہذیب الکمال'' اور ''تبییض'' میں ہے کہ وہ حضرت سیدنا امام اعظم کے شاگرد ہیں۔

[۴۲] محمد بن بشر عبدی:

''تہذیب التہذیب'' میں ہے کہ انہوں نے اسمٰعیل بن ابی خالد اور ہشام بن عروبہ اور مسعر بن کدام اور نافع بن عمر جمحی اور عبدالعزیز بن عمر اور حجاج بن ابوعثمان صواف اور ابوحبان تیمی اور فطر خلیفہ اور محمد بن عمرو اور عمرو بن میمون وغیرہم سے روایت کی ہے۔ ابوداؤد کا قول ہے

کہ اس وقت جو لوگ کوفہ میں تھے ان سب سے قوت حفظ میں وہ زیادہ تھے۔ اور حدیثیں ان کو بہت زیادہ یاد تھیں۔ کل صحاح ستہ میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔

''تہذیب الکمال'' اور ''تبییض'' میں ہے کہ وہ حضرت امام اعظم کے شاگرد ہیں۔

(۴۳) محمد بن حسن بن آتش صغانی:

''تہذیب التہذیب'' میں ہے انہوں نے ہمام بن منبہ اور ابراہیم بن عمر و صغانی اور ریاح صغانی اور سلیمان بن وہب جندی اور عمر بن عبدالرحمٰن اور ابوبکر بن ابی شیبہ اور بکثرت محدثین سے روایت کی ہے۔ اور ان سے حضرت امام احمد وغیرہم نے روایت کی۔ ابو حاتم نے ان کی توثیق کی اور ابن حبان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا۔

''تہذیب الکمال'' اور ''تبییض'' میں ہے کہ وہ حضرت سیدنا امام اعظم کے شاگرد تھے۔

(۴۴) مروان بن سالم:

''تہذیب التہذیب'' میں ہے کہ انہوں نے صفوان بن عمرو اور اعمش و عبیداللہ بن عمرو و ابن جریج و اوزاعی و عبدالعزیز بن رواد و ابوبکر بن ابی مریم وغیرہم سے روایت کی ہے۔ اور ان سے عبدالمجید بن رواد وغیرہ نے اور ان کی روایتیں ابوداؤد اور نسائی میں موجود ہیں۔

''تہذیب الکمال'' اور ''تبییض'' میں ہے کہ وہ حضرت سیدنا امام اعظم کے شاگرد ہیں۔

(۴۵) محمد بن یزید واسطی:

''تہذیب التہذیب'' میں ہے انہوں نے اسمٰعیل بن ابی خالد اور ابوالاشہب جعفر بن حیان اور سفیان بن حسین اور ہاشم بن رجا اور مجالد بن سعید اور محمد بن اسحٰق بن یسار اور مسلم بن سعید و ابوایوب و ابوالعلار القصاب اور اسمٰعیل بن مسلم مکی و عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم وغیرہم سے روایت کی ہے اور ان سے حضرت امام احمد وغیرہ نے روایت کی۔ وکیع فرماتے ہیں محمد بن یزید واسطی ابدال سے تھے۔ ان کی روایتیں ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی میں موجود ہیں۔

''تہذیب الکمال'' اور ''تبییض'' میں ہے کہ وہ حضرت امام اعظم کے شاگرد ہیں۔

(۴۶) محمد بن خالد وھبی:

''تہذیب التہذیب'' میں ہے انہوں نے اسمٰعیل بن ابی خالد و عبداللہ بن وصافی اور

عبدالعزیز بن عمر اور ابن جریج اور معروف بن واصل اور عبدالرحمٰن بن سلیمان وغیرہم سے روایت کی ہے اور ان سے ابن روح وغیرہ نے روایت کی۔ ابن ماجہ اور ابوداؤد وغیرہ میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔

''تہذیب التہذیب'' اور ''تہذیب الکمال'' اور ''تبییض'' میں ہے کہ وہ حضرت امام اعظم کے شاگرد ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

[۴۷] محمد بن عبدالوہاب عبدی:

''تہذیب التہذیب'' میں ہے کہ انہوں نے اپنے والد اور بشر بن حکم اور ابوالنصر ہاشم اور لیلٰی بن عبید اور شبابہ اور ہودہ بن خلیفہ اور واقدی اور یعقوب بن محمد زہری اور سلیمان بن داؤد ہاشمی اور اصمعی اور علی بن حسن اور ابن شقیق اور محاضر بن مورع اور یحییٰ بن بکیر کرمانی اور محمد بن یحییٰ کتابی اور علی بن عثام عامری اور محمد بن زیاد اور خلق کثیر سے روایت کی ہے۔ ان کی روایتیں ترمذی اور نسائی اور ابوداؤد میں موجود ہیں۔

''تہذیب الکمال'' اور ''تبییض'' میں ہے کہ وہ حضرت امام اعظم کے شاگرد ہیں۔

[۴۸] مصعب بن مقدام:

''تہذیب التہذیب'' میں ہے کہ انہوں نے فطر بن خلیفہ اور زائدہ و عکرمہ بن عمار و مبارک بن فضالہ و مسعر و ثوری و داؤد بن نصر و اسرائیل و حسن بن صالح و فضل بن غزوان وغیرہم سے روایت کی ہے اور ان سے اسحٰق بن راہویہ وغیرہ نے روایت کی۔ مسلم اور ترمذی و نسائی و ابن ماجہ میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔

''تہذیب الکمال'' و ''تہذیب التہذیب'' اور ''تبییض'' میں ہے کہ وہ حضرت امام اعظم کے شاگرد ہیں۔

[۴۹] معانی بن عمران موصلی:

''تہذیب التہذیب'' میں ہے کہ انہوں نے حریز بن عثمان اور ابن جریج اور مالک بن مغول اور ثوری اور اوزاعی اور مسعودی اور عبیداللہ بن عمر عمری اور سلیمان بن بلال اور صخر بن جویریہ اور ابراہیم بن طہمان اور اسرائیل اور ثوری و یزید اور احمد بن سلمہ اور حنظلہ بن ابی سفیان

اور عبدالحمید بن جعفر اور عثمان بن الاسود اور سیف بن سلیمان مکی اور سعید بن ابی عروبہ اور ذکریا بن ابی اسحٰق اور ہشام بن سعد اور ایک خلق کثیر سے روایت کی ہے۔ اور ان سے ابن مبارک وغیرہ نے ابوذکریا نے تاریخ موصل میں لکھا ہے کہ انہوں نے طلب علم کے لئے آفاق میں سفر کیا ہے۔

بشر بن حارث کہتے ہیں کہ معانی علم و فہم اور خیر سے بھرے ہوئے تھے۔ ان کا قول ہے کہ میں نے آٹھ سو شیوخ سے ملاقات کی ہے۔ ان کی روایتیں بخاری اور نسائی اور ابوداؤد میں موجود ہیں۔

''تہذیب الکمال'' اور ''تبییض'' میں ہے کہ وہ حضرت امام اعظم کے شاگرد ہیں۔

[۵۰] مکی بن ابراھیم بلخی:

''تہذیب التہذیب'' میں ہے کہ انہوں نے جعید بن عبدالرحمان اور عبداللہ بن سعید اور ابن ابی ہند وایمن بن نابل و یزید بن عبید و بہز بن حکیم وابن جریج وہشام بن حسان وہشام الدستوائی و جعفر صادق و یعقوب بن عطاء وابن رباح وہاشم بن ہاشم و یحییٰ بن سہیل وفطر بن خلیفہ و حنظلہ بن ابی سفیان و عبدالعزیز بن ابی رواد وغیرہم سے روایت کی اور ان سے بخاری وغیرہ نے روایت کی۔ ان کی روایتیں کل صحاح ستہ میں موجود ہیں۔

''تہذیب الکمال'' اور ''تبییض'' میں ہے کہ وہ حضرت امام اعظم کے شاگرد ہیں۔

[۵۱] نعمان بن عبدالسلام اصبہانی:

''تہذیب التہذیب'' میں ہے انہوں نے سلمہ بن وردان اور ابوخلدہ خالد بن دینار اور ابن جریج وثوری اور ابن ابی ذئب اور مسعر اور ابن ابی زناد اور شعبہ اور ورقہ اور خلق کثیر سے روایت کی ہے۔ اور ان سے عبدالرحمان بن مہدی وغیرہ نے۔ ابوداؤد اور نسائی میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔ ''تہذیب الکمال'' ''تہذیب التہذیب'' اور ''تبییض'' میں ہے کہ وہ حضرت سیدنا امام اعظم کے شاگرد ہیں۔

[۵۲] نوح بن دراج قاضی:

''تہذیب التہذیب'' میں ہے کہ انہوں نے اسمٰعیل بن ابی خالد اور ہشام بن عروہ

اورفطر بن خلیفہ اورابن اسحٰق اوراعمش وغیرہم سے روایت کی ہے۔اوران سے علی بن حجروغیرہ نے روایت کی۔

''تہذیب الکمال'' اور ''تبییض'' میں ہے کہ وہ حضرت امام اعظم کے شاگرد ہیں۔

[۵۳] نوح بن ابی مریم:

''تہذیب التہذیب'' میں ہے کہ انہوں نے اپنے والداورزہری اورثابت بنانی اور یحییٰ بن سعید انصاری اورعبداللہ بن عمرواورابن ابی لیلیٰ اور بہز بن حکیم اورابن اسحٰق اوراعمش اورمقاتل بن حبان اور یزید النحوی وغیرہم سے روایت کی ہےاوران سے علی بن موسیٰ عنجاروغیرہ نے۔

''تہذیب الکمال'' اور''تہذیب التہذیب'' اور''تبییض'' میں ہے کہ وہ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد ہیں۔

[۵۴] ھریم بن سفیان:

''تہذیب التہذیب'' میں ہے کہ انہوں نے اسمٰعیل بن ابی خالد وسہیل بن ابی صالح وعبدرابن سعید انصاری وبیان بن بشرواعمش ومنصوروابواسحٰق وشیبانی وعبداللہ معمری ولیث بن ابی سلیم ومجالد بن سعید وغیرہم سے روایت کی۔اوران سے ابونعیم وغیرہ نے روایت۔اوران کی روایتیں کل صحاح ستہ بخاری ومسلم وترمذی وابوداؤدونسائی وابن ماجہ میں موجود ہیں۔

''تہذیب الکمال'' اور ''تبییض'' میں ہے کہ وہ حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد ہیں۔

[۵۵] ھودہ بن خلیفہ:

''تہذیب التہذیب'' میں ہے کہ انہوں نے سلیمان تیمی اورعبداللہ بن عون اورابن جریج اورہشام بن حسان اورعوف اعرابی اور یونس بن عبید وغیرہم سے روایت کی۔اوران سے حضرت امام احمد وغیرہ نے۔اورابن حبان وغیرہ نے ان کی توثیق کی ہے۔اوران کی روایتیں ابوداؤد میں موجود ہیں۔

''تہذیب الکمال'' اور''تہذیب التہذیب'' اور''تبییض'' میں ہے کہ وہ حضرت سیدنا امام

ہمام امام اعظم کے شاگرد ہیں۔

[۵۶] ھیاج بن بسطام برجمی:

''تہذیب التہذیب'' میں ہے کہ انہوں نے حمید الطویل و اسماعیل بن ابی خالد و عتبہ بن عبدالرحمان قرشی و عوف اعرابی و محمد بن اسحٰق و داؤد بن ابی ہند و خالد الحذا و محمد بن عمرو بن علقمہ و یزید بن کیسان اور ایک جماعت سے روایت کی ہے۔ اور ان سے محمد بن بکار وغیرہ نے روایت کی۔ سعید بن زناد کہتے ہیں میں نے ان سے زیادہ فصیح نہیں دیکھا۔ ایک مرتبہ انہوں نے بغداد مقدس میں حدیث بیان کی۔ اس کو سننے کیلئے وہاں لاکھ آدمی جمع ہو گئے۔ اور وہ بہت زیادہ علم والے اور بہت بڑے فقیہ تھے۔ ابن ماجہ میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔

''تہذیب الکمال'' اور ''تبییض'' میں ہے کہ وہ حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد ہیں۔

[۵۶] یحییٰ بن یمان:

''تہذیب التہذیب'' میں ہے کہ انہوں نے ہشام بن عروہ اور اعمش اور اسمٰعیل بن ابی خالد اور معمر اور منہال بن خلیفہ اور ثوری اور حمزہ زیات وغیرہم سے روایت کی ہے اور ان سے یحییٰ بن معین وغیرہ نے روایت کی۔ بخاری اور مسلم میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔

''تہذیب الکمال'' اور ''تبییض'' میں ہے کہ وہ حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد ہیں۔

[۵۷] یزید بن زریع:

''تہذیب التہذیب'' میں ہے کہ انہوں نے سلیمان تیمی اور حمید الطویل اور ابو سلمہ سعید بن یزید اور عمر بن میمون اور ایوب اور حبیب معلم اور حبیب بن اشہد اور خالد الحذار اور حجاج بن ابی عثمان صواف اور داؤد بن ابی ھند اور سعید بن ایاس جرمری اور سعید بن عروبہ اور ھشام بن حسان اور یونس بن عبید اور ابن عون اور شعبہ اور ثوری اور عمر بن محمد عمری اور معمر بن راشد اور ھشام الدستوائی اور عوف اعرابی اور حسین معلم اور روح بن قاسم وغیرہم سے روایت کی ہے۔ اور ان سے عبداللہ بن مبارک وغیرہ نے روایت کی۔ بہز بن حکیم کہتے ہیں کہ وہ متقن اور حافظ تھے۔ اور ان

کا مثل میں نے نہ دیکھا۔ نہ صحت حدیث میں ان جیسا دیکھا۔ ابو حاتم نے ان کو ثقہ اور امام کہا ہے۔ اور ابن سعد نے ان کی نسبت ثقہ حجۃ کثیر الحدیث کہا ہے۔ تمام صحاح ستہ بخاری، مسلم، نسائی، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔

''تہذیب الکمال'' اور ''تبییض'' میں ہے کہ وہ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد ہیں۔

[۵۸] یونس بن بکیر:

''تہذیب التہذیب'' میں ہے کہ انہوں نے ابو خلدہ وخالد بن دینار سعدی وخالد بن دینار نیلی اور طلحہ بن یحییٰ اور اسباط بن نصر اور ہشام بن عروہ اور محمد بن اسحٰق اور عمرو بن دینار اور عثمان بن عبدالرحمان اور نضر بن ابی عمر خزاز وغیرہم سے روایت کی۔ اور ان سے یحییٰ بن معین وغیرہ نے۔ اور مسلم شریف اور ابوداؤد میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔

''تہذیب التہذیب'' اور ''تبییض الصحیفہ'' میں ہے کہ وہ حضرت سیدنا امام اعظم کے شاگرد ہیں۔

[۵۹] حماد بن زید:

''تہذیب التہذیب'' میں ہے کہ انہوں نے ثابت بنانی اور انس ابن سیرین اور عبدالعزیز بن صہیب اور عاصم احول اور محمد بن زیاد اور ابوحمزہ ضبیعی اور جعد اور ابو حازم سلمہ بن دینار اور شعیب بن حجاب اور صالح بن کیسان اور عبدالحمید صاحب الزیادی اور ابو عمران جونی اور عمرو بن دینار اور ہشام بن عروہ اور عبیداللہ بن عمرو وغیرہم تابعین اور تبع تابعین کی جماعت روایت کی۔ اور ان سے عبداللہ بن مبارک وغیرہ نے۔

عبدالرحمٰن بن مہدی کہتے ہیں کہ چار شخص اپنے زمانہ میں امام تھے۔ سفیان ثوری کوفہ میں اور امام مالک حجاز میں اور اوزاعی شام میں اور حماد بن زید بصرہ میں۔ اور فرمایا میں نے ان سے زیادہ حدیث جاننے والے کو نہیں دیکھا۔

یحییٰ بن معین فرماتے ہیں کہ ان سے زیادہ حافظہ والا میں نے نہیں دیکھا۔ حضرت امام احمد فرماتے ہیں کہ حماد بن زید ائمہ مسلمین میں ہیں جس روز ان کا انتقال ہوا یزید بن زریع نے فرمایا

آج سید المسلمین کا انتقال ہوا۔اور ابن عیینہ فرماتے ہیں کہ میں نے سفیان ثوری کو ان کے سامنے دوزانو مؤدب بیٹھے ہوئے دیکھا ہے۔اور کل صحاح ستہ بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔

''الخیرات الحسان'' میں ہے کہ وہ حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے شاگرد ہیں۔

(۶۰) موسیٰ بن نافع ابو شہاب الاکبر الحناط:

''خلاصہ'' میں ہے کہ انہوں نے سعید بن جبیر اور عطاء اور ایک جماعت سے روایت کی۔ اور ان سے ابو نعیم وغیرہ نے روایت کی۔اور بخاری و مسلم وغیرہ میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔

''تہذیب الکمال'' اور ''تبییض'' میں ہے کہ وہ حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے شاگرد ہیں۔

(۶۱) ابو اسحٰق فزاری:

''خلاصہ'' میں ہے کہ انہوں نے خالد خداء اور حمید الطویل اور ابو طوالہ اور مالک اور موسیٰ بن عقبہ اور اعمش اور خلق کثیر سے روایت کی اور ان سے سفیان ثوری وغیرہ نے روایت کی۔ان کو حدیثیں بہت زیادہ یاد تھیں۔ابو حاتم نے ان کو امام کہا ہے۔اور فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کو دیکھا کہ جلوہ افروز ہیں۔اور قرب میں سرکار کے تھوڑی جگہ خالی ہے۔میں نے ارادہ کیا کہ وہاں بیٹھوں تو سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ ابو اسحٰق فزاری کی جگہ ہے۔کل صحاح ستہ میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔

''تہذیب الکمال'' اور ''تبییض'' میں ہے کہ وہ حضرت سیدنا امام ہمام امام اعظم کے شاگرد ہیں۔

(۶۲) ھشام بن عروہ:

''تہذیب التہذیب'' میں ہے کہ انہوں نے اپنے والد اور عبد اللہ بن زبیر اور عبد اللہ بن عثمان اور عباد بن عبد اللہ اور یحییٰ بن عباد اور عباد بن حمزہ اور فاطمہ بنت منذر اور عمرو بن

خزیمہ اور عوف بن حارث اور ابوسلمہ بن عبدالرحمان اور ابن المنکدر اور وہب بن کیسان اور صالح بن ابی صالح السمان اور عبیداللہ بن ابی بکر اور عبدالرحمان سعد اور محمد بن ابراہیم تیمی اور محمد بن علی بن عبداللہ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہم سے روایت کی۔ اور ان سے ایوب سختیانی وغیرہ نے روایت کی۔ ابن سعد فرماتے ہیں وہ ثبت اور حجت تھے اور حدیثیں ان کو بکثرت یاد تھیں۔ اور ابو حاتم کا قول ہے کہ ہشام بن عروہ فن حدیث میں امام تھے۔ اور کل صحاح ستہ میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔

"الخیرات الحسان" میں ہے کہ وہ حضرت سیدنا و امامنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد ہیں۔

[۶۳] یحییٰ بن معین رحمہ اللہ تعالیٰ:

"تذکرۃ الحفاظ" میں ان لفظوں سے انھیں یاد کیا ہے "الامام الفرد سید الحفاظ"۔ "تہذیب التہذیب" میں ہے کہ انہوں نے عبدالسلام بن حرب و عبداللہ بن مبارک وحفص بن غیاث و جریر و ہشام بن یوسف و عبدالرزاق و ابن عیینہ و وکیع بن عدی اور غندر بن عمر بن عبدالرحمان اور حجاج بن یوسف اور حاتم بن اسمٰعیل و اسمٰعیل بن مخالد اور حسین بن محمد اور عبدالصمد اور عباد بن عباد اور سکن بن اسمٰعیل اور مروان بن معاویہ قطان اور ابوعبیدہ بن الحذاد اور ابواسامہ اور حماد بن خالد اور عبدالرحمان بن مہدی اور خلق کثیر سے روایت کی۔ اور ان سے بخاری و مسلم نے روایت کی ہے۔

علی بن مدینی کہتے ہیں کہ علم یحییٰ بن ادم پر منتہی ہوا۔ اور ان کے بعد یحییٰ بن معین پر۔ اور ایک روایت ان سے یہ بھی ہے کہ علم عبداللہ بن مبارک پر منتہی ہوا۔ اور ان کے بعد یحییٰ بن معین پر۔

ہارون بن معروف کہتے ہیں کہ شام سے ایک محدث ہمارے پاس آئے۔ تو سب سے پہلے میں ان کی خدمت میں گیا۔ اور روایتیں لکھوانے کی درخواست کی۔ تو انہوں نے اپنی کتاب حدیث میری عرض پر لکھوانا شروع کیا۔ کہ دروازہ پر کسی نے دستک دی۔ پوچھا کون ہے؟ کہا "احمد بن حنبل" تو آنے کی اجازت دی۔ اور اسی طرح لکھواتے رہے۔ امام احمد بن حنبل

کے بعد احمد دورقی اور عبید اللہ رومی اور زہیر بن حرب یکے بعد دیگرے آئے۔ اور شیخ برابر لکھواتے رہے۔ کہ پھر کسی نے دروازہ پر دستک دی۔ شیخ نے پوچھا کون ہے؟ کہا ''یحییٰ بن معین'' یہ نام سنتے ہی شیخ کے ہاتھوں میں لرزہ پڑ گیا۔ اور کتاب شیخ کے ہاتھ سے گر گئی۔ یحییٰ بن معین کی علمی وجاہت کی بنا پر۔

''تاریخ ابن خلکان'' میں ہے کہ علی بن مدینی فرماتے ہیں کہ یہ حضرات علم میں منتہی تھے۔ یحییٰ بن ابی کثیر اور قتادہ بصرہ میں اور اسحٰق اور اعمش کوفہ میں اور ابن شہاب اور عمرو بن دینار حجاز میں۔ اور ان سب کا علم سعید بن عروبہ اور شعبہ اور معمر اور حماد بن سلمہ اور ابوعوانہ اور سفیان ثوری اور سفیان بن عیینہ اور مالک بن انس اور ابی زائدہ اور وکیع اور عبداللہ بن مبارک کو پہنچا۔ مگر عبداللہ بن مبارک کا علم ان سب سے وسیع تر تھا۔ اور ابن مہدی اور یحییٰ ابن ادم بھی انہیں حضرات میں شامل ہیں۔ پھر ان سب حضرات کا علم یحییٰ بن معین کو پہنچا۔

حضرت امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ جس حدیث کو یحییٰ بن معین نہیں جانتے وہ حدیث ہی نہیں ہے۔

''تذکرۃ الحفاظ'' میں علی بن مدینی کا قول ہے کہ تمام آدمیوں کا علم یحییٰ بن معین کو پہنچا ہے۔ اور یہ بھی ان کا قول ہے کہ ہم نہیں جانتے کسی کو ابتدائے دنیا سے لے کر اب تک جس نے یحییٰ بن معین کے برابر حدیثیں روایت کی ہوں۔

کردری نے لکھا ہے'' ذکر ابوالمعالی الاسفرانی عن یحییٰ بن معین قال جالسناہ اباحنیفۃ وسمعناہ و کتبنا منہ واذا نظرت الیٰ وجھہ عرفنا فی وجھہ انہ یتقی اللہ تعالیٰ''۔ یعنی یحییٰ بن معین فرماتے ہیں کہ ہم امام اعظم ابوحنیفہ کے ساتھ اُن کے حلقہ درس میں بیٹھے ہیں۔ اور ان کے افادات سے مستفید ہوئے۔ اور وہ سنے اور لکھے ہیں۔ امام اعظم ابوحنیفہ کی یہ حالت تھی کہ جب ہم ان کے مبارک چہرہ کو دیکھتے تو صاف ظاہر ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کا ان کو بہت زیادہ خوف ہے۔

معلوم ہوا کہ یہ بھی حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد ہیں۔ ممکن ہے کہ اس روایت میں کچھ چون وچرا ہو۔ کہ یحییٰ بن معین کا انتقال سنہ ۲۳۳ھ میں ہوا۔ اور ابن

خلکان نے ان کی عمر پچہتر یا ستر سال باختلاف روایت لکھی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ولادت آپ کی حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے انتقال فرمانے کے بعد ہے۔ کیونکہ حضرت امام اعظم کا وصال ۱۵۰ھ میں ہوا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حساب میں سہو ہوا ہوگا۔ جس کا اعتراف خود ابن خلکان نے کیا ہے کہ خطیب بغدادی نے جو تاریخ لکھی ہے وہ یقیناً غلط ہے۔ اور یہ بات روزمرہ کے مشاہدہ میں ہے کہ اچھی اور عمدہ صحت و تندرستی والے اپنے کم عمروں سے اچھے قویٰ دکھتے اور ان سے کم عمر معلوم ہوتے ہیں تو ہوسکتا ہے کہ عمر ان کی زیادہ ہو۔ مگر اپنے قویٰ اور تندرستی کی وجہ سے پچہتر یا ستر سال کے سمجھے جاتے ہوں۔ غرضیکہ اس روایت کی بنا پر حضرت امام اعظم و یحییٰ بن معین کی ملاقات قطعاً غلط ثابت نہیں ہوسکتی۔

اور اگر ہم مرتبہ سے تنزل کریں کہ ملاقات نہیں ہوئی تو یہ تو ہر موافق و مخالف کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ یحییٰ بن معین حضرت امام اعظم کو اپنا امام و مقتدا یقیناً مانتے تھے۔ اور اس پر بہت سے قرینے موجود ہیں۔ ایک مرتبہ یحییٰ بن معین سے سوال ہوا کہ غیر محفوظ روایت بیان کرنا کیسا ہے؟ تو آپ نے حضرت امام اعظم کا قول جواب میں پیش کیا کہ امام صاحب جائز نہیں سمجھتے۔ تو معلوم ہوا کہ حضرت امام اعظم کے ساتھ آپ کو خصوصی نسبت حاصل تھی۔

ایک بار حضرت امام اعظم کا حال دریافت کیا گیا تو آپ نے ثقہ ثقہ مکرر کہا۔ اور قسم کھا کر کہا کہ ان کا مرتبہ اس سے بلند و بالا ہے کہ کسی بات میں وہ جھوٹ کہتے۔ یہ قسم کھا کر صفائی کرنا صاف ظاہر کرتا ہے کہ حضرت امام اعظم کے ساتھ آپ کو انتہائی عقیدت تھی۔

امام موفق کہتے ہیں کہ کسی نے یحییٰ بن معین سے سوال کیا کہ سفیان نے امام اعظم ابوحنیفہ سے روایت کی ہے۔ فرمایا ہاں! اور فرمایا ابوحنیفہ ثقہ تھے۔ اور حدیث و فقہ میں صدوق اور دین میں مامون تھے۔ نیز امام موفق نے ''مناقب'' میں لکھا ہے کہ یحییٰ بن معین فرماتے ہیں ''الفقه فقه ابی حنیفة علیه ادركت الناس'' یعنی معتبر و مستند اور قابل اعتماد فقہ اگر ہے تو امام ابوحنیفہ کی فقہ ہے۔ فقہ حنفی اور اسی پر لوگوں کو عمل کرتے میں نے دیکھا ہے۔

جب یحییٰ بن معین کے نزدیک فقہ حنفی اس قدر معتبر و مستند اور متفق علیہ مسلم تھی تو

یقیناً اس کہنے میں ہم حق بجانب ہیں کہ فقہ حنفی پر ہی یحیٰی بن معین کا عمل اور آپ امام اعظم کے مقلد اور حنفی تھے۔ کیونکہ اگر فقہ حنفی قابل عمل اور قرآن وحدیث کے موافق نہ ہوتی تو وہ کھلم کھلا فرماتے کہ فقہ حنفی خلاف ہے۔ بلکہ اس کی بنا پر خود حضرت امام اعظم پر جرح کرتے اور ان پر لازم وضروری ہوتا جرح کرنا۔ جیسا کہ "فتح المغیث" میں ہے کہ راویوں میں کلام کرنے والے تین قسم کے ہیں ایک تو وہ ہیں کہ تمام راویوں میں کچھ نہ کچھ کلام کرتے ہیں۔ جیسے یحیٰی بن معین اور ابو حاتم۔ تو ایسی ہستی جس کو ثقہ اور صدوق و مامون فی الدین کہے وہ یقیناً قابل اعتبار اور معتمد علیہ ہے۔ کیونکہ باوجودیکہ جرح میں تشدد کی یہ شان ہے۔ مگر حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی توثیق وتصدیق کر رہے ہیں۔ تو غیر مقلدین کو لازم ہے کہ ان پر اعتماد کر کے بخاری ومسلم کو مانتے ہوئے حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی سچی غلامی وحلقہ بگوشی حاصل کریں۔ ورنہ حدیث تو رخصت۔

خلاصہ کلام

یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ جب یحیٰی بن معین کے تمام مسائل فقہیہ حنفیہ کو جانچ پڑتال لیا کہ بالکل قرآن وحدیث کے مطابق ہے، کوئی مسئلہ بھی کسی حدیث کے خلاف نہیں ہے (کیونکہ انہوں نے کل احادیث نبویہ کو ازبر کر لیا تھا جیسا کہ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ، و دیگر اکابر محدثین نے شہادتیں دیں) اس وقت ارشاد فرمایا "الفقه فقه ابی حنيفة" قابل اعتماد و متفق علیہ فقہ فقہ حنفی ہے۔ تا کہ جملہ محدثین کو خوب یقین ہو جائے اور وہ جان لیں کہ ہمارے خیال میں بعض مسائل بعض احادیث کے بظاہر جو خلاف معلوم ہوتے ہیں تو وہ دوسری حدیثوں کے موافق ہیں۔ جن کی ان محدثین کو تو خبر نہیں ہے۔ مگر ان کے شیخ الحدیث یحیٰی بن معین کے علم میں وہ حدیثیں بھی یقیناً موجود ہیں۔

اور فقہ حنفی حدیث کے خلاف کیونکہ ہو سکتی ہے؟ اس لئے کہ جتنا سرمایۂ حدیث یحیٰی بن معین کے پاس تھا وہ سب فقہ کی تدوین کے وقت حضرت امام اعظم کے علم میں تھا۔ کہ:

اول تو خود حضرت امام اعظم نے تحصیل حدیث چار ہزار استادوں سے کی۔ پھر حلقہ درس میں شریک ہونے والے طلبہ جو آتے ان میں اکثر خزانۂ حدیث اتنا ساتھ لاتے جو اجتہاد

کے لئے کافی ہو۔ کیونکہ حضرت امام اعظم نے تو حدیث کی روایت کا طریقہ ہی نہیں اختیار کیا تھا۔ جس کے طلب کرنے والے ہر قسم کے ہوتے ہیں۔ بلکہ آپ تو حدیث کا تعارض اُٹھانے اور فقاہت فی الدین اور اجتہاد کا طریقہ تعلیم فرماتے تھے۔ اور اجتہاد کیلئے احادیث نبویہ کا کافی خزانہ درکار ہے۔ یہی تو وجہ تھی کہ اُس مقدس حلقہ میں ہر کس وناکس کو شریک ہونے کی جرأت ہی نہیں ہوتی۔ اسی مختصر سی فہرست میں دیکھ لیجئے کہ یہ حضرات شاگردان حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنہم جماعت محدثین میں کس مرتبہ کے ہیں، محدثین کے نزدیک ان کی کیا شان ہے۔ اور ''تذکرۃ الحفاظ'' میں کیسے کیسے القاب کے ساتھ ان کو یاد کیا گیا۔ جیسا کہ ذکر ہوا:

● الامام ● الحافظ ● احد الاعلام ● الثبت ● شیخ الاسلام ● القدوۃ ● المتقن ● سید الحفاظ ● الحافظ الکبیر ● الفرد ● کثیر الحدیث وغیرہ وغیرہ۔

کیا خیال کیا جاسکتا ہے کہ آج کل کی طرح دو دو کتابیں پڑھ کر مولویت ومجتہدیت کے دعویدار بنتے اور حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں موشگافیاں کرتے ہیں، کیا ایسے ہی مولوی وہ بھی تھے؟ نہیں اور ہرگز نہیں! اکابر محدثین جن کو ان مبارک لقبوں کے ساتھ یاد کریں گے، جن کے آگے زانوئے ادب تہہ کریں گے اور بخاری ومسلم وغیرہ اصحاب صحاح جن کو اپنا استاد مانیں گے وہ یقیناً محدثین کرام میں ایک ممتاز شخصیت کے مالک ہوں گے۔

پھر یہ بھی ظاہر ہے جن کی علمی شخصیت اس درجہ نمایاں ہے ان کے پاس خزانہ حدیث کس قدر ہوگا؟ اور یہ بھی عیاں مثل آفتاب درخشاں ہے کہ جن کے پاس اتنا سرمایہ حدیث موجود ہوگا وہ ہرگز ہرگز اُس کے پاس جاکر مؤدب نہ بیٹھیں گے۔ اور اپنی ساری ساری عمریں ان کی خدمت میں نہیں گزاریں گے۔ جن کا سرمایۂ حدیث کل سترہ حدیث ہو۔ جیسا کہ غیر مقلدین کا یہ لچر اور پوچ اور بیہودہ بہتان ہے معاذ اللہ کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کل سترہ حدیثیں یاد تھیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

اگر صرف اسی پر غور کریں کہ ان بخاری ومسلم وغیرہ اصحاب صحاح ستہ کے استادوں اور دادا استادوں نے جن کی شاگردی پر فخر کیا، کیا وہ کل سترہ حدیثوں کے ہی مالک تھے؟ نہیں اور ہرگز نہیں!

دور کیوں جایئے۔ فن رجال کی کتابوں کو ملاحظہ کیجئے تو ظاہر و باہر ہوگا کہ یہ حضرات تلامیذ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم (جن کی تعداد صحیح زیادہ تر کثرت کی بنا پر پوری معلوم نہ ہوسکی، پھر بھی بعض محدثین نے ایک ہزار کے قریب شاگردان امام ہمام کی فہرست مرتب کی ہے) سب کے سب کسی خاص ایک شہر کے باشندے نہ تھے۔ بلکہ کوئی شامی، کوئی مصری، کوئی حجازی، کوئی عراقی، کوئی بصری۔ مختلف بلاد وقریوں کے رہنے والے سینکڑوں منزلوں کے فاصلہ سے سفر کر کر کے حاضر حلقہ حضرت امام اعظم ہوتے۔

غرض کہ کتب فن رجال کی شہادتوں کی بنا پر یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ اسلامی دنیا میں کوئی مقام وموضع ایسا باقی نہیں رہا جہاں کوئی محدث ہو اور حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے شاگردوں نے اُس محدث کے پاس پہنچ کر اس کا سرمایۂ حدیث حاصل نہ کیا ہو۔

ان تمام قرائن واسباب محققہ سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت سیدنا امام اعظم کے حلقہ درس میں وقت اجتہاد تمام روئے زمین کی کل احادیث کا سرمایہ پہنچ چکا تھا۔ اور حاضرین حلقہ موقعہ بموقعہ حسب ضرورت پیش کیا کرتے تھے۔ اور ہر مسئلہ پر خوب آزادی کے ساتھ گفتگو کر کے تحقیق کراتے تھے۔

اور یہ بھی جان لینا چاہئے کہ یہ حضرات محدثین حضرت امام اعظم کے حلقہ درس میں مخالفانہ طور پر شرکت نہیں کرتے تھے۔ بلکہ ان کا مقصود استفادہ اور استفاضہ تھا۔ جیسا کہ ان کی دعاؤں اور الفاظوں سے خوش اعتقادی ٹپک رہی ہے۔

حضرت مسعر بن کدام رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سجدہ میں حضرت امام اعظم کیلئے دعا کرتے اور اس کو تقرب الٰہی کا ذریعہ سمجھتے۔ الفاظ دعا یہ ہیں:

''اللھم انی القرب الیك بل عائی لابی حنیفة''

یعنی اے اللہ میں تیرے دربار میں تقرب حاصل کرتا ہوں امام ابوحنیفہ کے حق میں دعا رخیر کر کے اس وسیلہ سے۔

عبداللہ بن داؤد خریبی فرماتے ہیں کہ اہل اسلام پر واجب ہے کہ نماز میں امام اعظم ابوحنفیہ کیلئے دعائے خیر کیا کریں کہ انہوں نے احادیث نبویہ اور فقہ کو محفوظ کر دیا۔

ابو عاصم نبیل فرماتے ہیں مجھے یقین ہے کہ ہر روز امام اعظم ابوحنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اعمال ایک صدیق کے اعمال کے برابر آسمان کی طرف چڑھتے ہیں۔ کسی نے وجہ دریافت کی تو فرمایا اس لئے کہ ان سے اور ان کے اقوال سے لوگوں کو نفع پہنچا اور پہنچتا رہے گا۔

ابن سماک محمد عجلی اپنے ہر وعظ میں خاتمہ پر حضرت امام اعظم کے لئے دعائے خیر کیا کرتے۔ اور حاضرین مجلس کو آمین کہنے کی ہدایت کرتے تھے۔

ان تمام واقعات وحالات وکیفیات سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔ یہ کہ:

قرآن وحدیث وتفسیر وغیرہ وغیرہ کا جو علم حضرت سیدنا امام اعظم کو تھا اُس زمانہ میں کسی کو نہ تھا۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ دنیائے اسلام کی تمام کی تمام حدیثیں حضرت امام اعظم کو محفوظ اور ان کے حلقہ میں پہنچ چکی تھیں۔

اور یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ ''سترہ حدیث'' والا غیر مقلدین کا افترا سفید جھوٹ ہے، دجل وفریب ہے۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ فقہ حنفی اجماعی اتفاقی معتمد ومستند فقہ ہے۔

اور یہ بھی ثابت ہوا کہ فقہ حنفی قطعاً یقیناً قرآن وحدیث کے موافق ہے۔

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ فقہ حنفی قرآن وحدیث کا خلاصہ اور لب لباب ہے۔

اور یہ بھی روشن ہو گیا کہ فقہ حنفی پر اس وقت کے علماءُ محدثین وائمہ حدیث وحفاظ حدیث عامل تھے۔ ''علیه ادركت الناس'' یحییٰ بن معین رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول گذرا۔

اور یہ بھی واضح ہو گیا کہ محدثین کرام کو حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات پر کمال درجہ کا وثوق تھا۔

اور یہ بھی علم ہوا کہ محدثین کرام فقہ حنفی کو حق وصحیح جانتے تھے۔ اور امام اعظم کی جانب سے محدثین کرام کو جھوٹ کا وہم وگمان بھی نہ تھا۔

اور آفتاب نیمروز سے زائد یہ بھی روشن ہو گیا کہ یہ بخاری ومسلم وغیرہ اصحاب صحاح ستہ اور حضرت امام احمد بن حنبل اور حضرت امام محمد بن ادریس شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہم امام اعظم کے

شاگردوں کے شاگرد، بلکہ بعض شاگردوں کے شاگردوں کے شاگرد ہیں۔اور شاگردان امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے روبرو یہ حضرات زانوئے ادب تہ کئے ہوئے ہیں۔

آج کل کے نیم مُلّان بے چاروں کو عبد اللہ ابن مبارک اور ابن معین وغیرہم کی علمیت وقابلیت واستقرار حدیث کہاں نصیب؟ ان کا سرمایۂ اجتہاد تو بلوغ المرام اور مشکوٰۃ ہے۔اور کوئی بہت بڑے درجہ کا ہے تو بخاری پڑھ لی بس! مثل مشہور ہے کہ کنوئیں کی مینڈکی کو سمندر کے پانی کی کیا خبر؟۔تو جن بے چاروں کو بخاری و مسلم کی ہی شان نہ معلوم ہو وہ بخاری و مسلم کے استادوں کی قدر کیا جانیں؟ پھر ان استادوں کے شیخ واستاد حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی عزت وعظمت کی انہیں کیا خبر؟

کاش! غیر مقلدین وہابی ''بخاری'' ''ومسلم'' وغیرہ کو مانتے ہوئے ان کے استادوں اور شیخ الشیوخ ومقتداؤ پیشوا کو بھی مان لیں اور سچے غلام امام اعظم ابوحنفیہ کے اور سچے پیرو بخاری ومسلم کے بنیں۔اور محدثین کرام نے جیسے تقلید کی حنفی بنے، اُن پر اعتماد رکھتے، اُن کو سچا جانتے ہوئے پکے حنفی سنی ہو جائیں۔ورنہ روافض کی مثال صادق آئے گی کہ حضرت مولیٰ علی مشکلکشا علی مرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ، کو تو مانا مگر جس کو انھوں نے اپنا مقتدا و پیشوا جانا اُس سے انکار کیا۔معاذ اللہ رب العالمین۔

یہ بھی عرض کردوں

کہ ان حضرات محدثین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے باوجود اس قابلیت وعلمیت ولیاقت کے حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی حلقہ بگوشی وشاگردی کیوں حاصل کی؟ اس کی صحیح اور حقیقی وجہ یہ ہے کہ قرآن کریم واحادیث نبویہ کا لب لباب اور ناسخ ومنسوخ وغیرہ کسی اور سے سوائے حضرت سیدنا امام اعظم کے ان کو حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔اسی غرض یعنی فقہ حاصل کرنے اور قرآن وحدیث سے مسائل کے استخراج کا طریقہ معلوم کرنے کے لئے محدثین کرام دور دراز کی مسافتیں طے کر کے اور سفر کی صعوبتیں، کلفتیں برداشت کرتے۔اور حضرت سیدنا امام اعظم کی بارگاہ میں حاضر ہوا کرتے۔

ہاں ہاں!!اے اہل حدیث کہلانے والو!اگر واقعی تمہارے نزدیک امام بخاری ومسلم وغیرہ قابل اعتماد ومسلم ہیں تو ان کو بھی مانو۔جن کی اُنہوں نے شاگردی حاصل کی۔ اوران کے شیخ وامام حضرت امام اعظم کو بھی ویسے ہی مانو جیسے ان حضرات نے مانا۔

اے وہابیو!خدارا اپنی جانوں پر رحم کرو۔اور فقہا کرام اور خصوصًا حضرت امام اعظم کی بارگاہ میں گستاخیاں،بے ادبیاں کرکے اپنے نامۂ اعمال سیاہ نہ کرو۔قیامت قریب ہے۔اللہ حسیب ہے۔فقیر اس مختصر مضمون کو اس شعر پر ختم کرتا ہے ؎

مانو نہ مانو اس کا تمہیں اختیار ہے
آگے تمہارے اچھا برا ہم نے کر دیا

والسلام علی اہل الاسلام۔یازدہم محرم الحرام ۱۳۴۷ھ

بحمدہ تعالیٰ

یہ مختصر رسالہ ہدایت قبالہ نافع عجالہ محمدی فوج کا فتحمند رسالہ
مسلمانان اہلسنت کے سامنے حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی
عظمت وشان پیش کرنیوالا وہابیہ نجدیہ کی آنکھوں میں چکاچوند پیدا کرنیوالا
بعض شاگردان حضرت سیدنا امام اعظم کے مختصر حالات بیان کرنیوالا اور
بخاری ومسلم وغیرہ کی وقعت ان نیازمندانِ امام اعظم کی بارگاہوں میں بتانیوالا
مسمیٰ باسم تاریخی

تلامیذ ابی حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۳۴۷ھ

از تالیف لطیف

سیف من سیوف اللہ اسد السنۃ ضیغم الملۃ وصاف الحبیب
حضرت مولٰنا مولوی حافظ قاری شاہ علامہ ابو المظفر محب الرضا محمد
محبوب علیخان صاحب سنی حنفی قادری۔ برکاتی۔ رضوی مجددی لکھنوی
دام مجدہم العالی مفتی شہر ریاست پٹیالہ

بفرمائش

ارکین جماعت اہلسنت وجماعت مارہرۂ مطہرہ

ضلع ایٹہ درگاہ برکاتیہ

بار اول — دار الاشاعت کتب خانہ اہلسنت وجماعت جامع مسجد پٹیالہ — ایک ہزار

Maktaba-e-Hashmatia
Aljamiat-ul-Hashmati
Mushahid Nagar Mahim, Distt. Gonda(UP)INDIA
Mob: 9368173692,9760468846